ماہنامہ
فلاحِ دارین
کراچی
دین و دنیا میں فلاح و کامرانی کا شوق پیدا کرنے والا رسالہ
آوازِ فلاح
﴿متوازن معاشرے کی تشکیل﴾
مدیر کے قلم سے
خلاصہ مضامین قرآن
﴿سورۃ الرعد﴾
مفتی ثناء الرحمٰن مدظلہ
قال رسول اللہ ﷺ ﴿چار کلمات کا بے انتہا ثواب﴾ مولانا عاشق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ
درود شریف
مولانا منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ
مبارک ہے یہ وجد وحال اللہ اللہ
مولانا ولی اللہ ولی عظیم آبادی
دعا کی فضیلت اور اہمیت
خورشید احسان
وہ پندرہ منٹ
شاہ نواز شیخ
المصور جل جلالہٗ (صورت بنانے والا)
عائشہ مجیب
ماں کی محبت
عدیلہ کوثر
بچوں کیلئے
گوشۂ اطفال
شاملِ اشاعت ہے
جلد: ۱۱
ذیقعدہ ۱۴۴۱ھ/ جولائی 2020ء
شمارہ: ۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
اپنے مال کو زکوۃ کے ذریعے پاکیزہ کرو اور
اپنے مریضوں کو صدقہ کے ساتھ شفاء بخشو
اور مصیبت اور آزمائش کو دعا کے ذریعے ٹال دو
(کنزالعمال ۵۶۰/۶)

صدقہ ایسے عطیہ کو کہتے ہیں جو کسی کے ذمہ واجب نہ ہو بلکہ
اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے احسان کے طور پر دیا جائے

آئیے ہم اپنی بیماریوں اور
پریشانیوں کا علاج صدقے کے ذریعے کریں

صدقہ جاریہ کے بہترین مصارف

- دارالافتاء اور لائبریری کیلئے کتب و دیگر اشیاء کی فراہمی
- جمعہ کے مسنون اعمال، خلاصہ مضامین قرآن کریم اور دیگر کتب کی نشر و اشاعت میں حصہ ملا کر کثیر تعداد میں لوگوں تک دینی علم کا پہنچانا
- ایک بچے کے حفظ میں معاون بنیے
  ماہانہ صرف =/1500
- مدرسہ مفتاح العلوم کے ماہانہ اور تعمیری اخراجات میں حصہ ملا کر
  ماہانہ خرچ: 300000
  سالانہ خرچ: 3600000
- مسجد کے ماہانہ اور تعمیری اخراجات میں حصہ ملا کر
  ماہانہ خرچ: =/75000

رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں اپنی زکوۃ، صدقات، عطیات، صدقۃ الفطر اور روزوں کے فدیہ مدرسے میں جمع کروا کر خدمت قرآن میں حصہ ملائیں

جامع مسجد اسلامیہ بطحہ ٹاؤن
بلاک این نارتھ ناظم آباد کراچی
0333-2173256 0334-3595001

ذیقعدہ ۱۴۴۱ھ / جولائی 2020ء

مقامِ اشاعت

جامع مسجد اسلامیہ و مدرسہ مفتاح العلوم

بطحہ ٹاؤن، نارتھ ناظم آباد، بلاک N، بالمقابل کیفے پیالہ ہوٹل، کراچی

پبلشر محمد ثناء الرحمٰن نے دھوم پرنٹنگ پریس آئی آئی چندریگر روڈ سے چھپوا کر
جامع مسجد اسلامیہ، بطحہ ٹاؤن، نارتھ ناظم آباد، بلاک N سے شائع کیا۔

شمارہ 30 روپے — سعودی عرب و عرب امارات وغیرہ 25 امریکی ڈالر
سالانہ 400 روپے — امریکہ و یورپ وغیرہ 45 امریکی ڈالر

اشتہارات کیلئے اور رسالہ موصول نہ ہونے کی صورت میں اس نمبر پر رابطہ کریں: 0334-3595001

فہرست

گوشۂ اطفال

مبارک ہے یہ وجد وحال اللہ اللہ

مولانا ولی اللہ ولی عظیم آبادی

نبوت کا ماہِ کمال اللہ اللہ — سراپائے حسن و جمال اللہ اللہ

وہ معراج میں قاب قوسین پہنچے — یہ ہے کیسا قرب و وصال اللہ اللہ

زباں ترجمانِ کلام الٰہی — وہ تبیین و صدقِ مقال اللہ اللہ

رہی زندگی بھر جنہیں فکرِ امت — شفاعت کا ہر دم خیال اللہ اللہ

اسی پر فترضٰی کہا حق نے ان سے — یوں پورا ہوا ہر سوال اللہ اللہ

فقیری شاہی جو کر کے دکھائے — یہ ہے بندگی کا کمال اللہ اللہ

دعا دیں جو دشمن کو بھی دکھ اٹھا کے — کرم، اور ہے کیسی نوال اللہ اللہ

فدا جس پہ عالم کی ساری محاسن — کمال و جمال و جلال اللہ اللہ

وہ خود کیوں نہ ہو ذات طاہر مطہر — مطہر ہوئی جس کی آل اللہ اللہ

پلائیں گے امت کو ہاتھوں سے اپنے — وہ کوثر کا آب زلال اللہ اللہ

ولیؔ عمر بھر نعت کہتے رہو تم
مبارک ہے یہ وجد و حال اللہ اللہ

جب بھی دربار خیر البشر جائیں گے

مولانا ولی اللہ ولی عظیم آبادی

جب بھی دربار خیر البشر جائیں گے
لے کے ٹوٹا ہوا دل جگر جائیں گے

روضۂ مصطفیٰ پر بصد آرزو
طالبِ التفات نظر جائیں گے

شرم سے اٹھ سکیں گی نگاہیں کہاں
ہم ندامت کے اشکوں سے تر جائیں گے

شان میں جس کی آیا ''وَلَوْ اَنَّهُمْ''
چھوڑ کے پھر اسے ہم کدھر جائیں گے

جو بھی راہِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئے گامزن
لاکھ بگڑے ہوں اک دن سنور جائیں گے

زندگی چند روزہ ملی ہے ہمیں
اب تو ہم بس اسی راہ پر جائیں گے

ہم نے ان کی زبانی یہ مژدہ سنا
اہل الفت وہاں ہمسفر جائیں گے

اس بشارت سے امید ہے ہو چلی
ان کے زیرِ لواء ہم ٹھہر جائیں گے

اے ولیؔ ان کی رحمت سے ہے یقین
وہ شفاعت ہماری بھی کر جائیں گے

آج کی دنیا علم کی دنیا ہے، آج کی دنیا شعور کی دنیا ہے، آج کی دنیا آگہی کی دنیا ہے، اس علم اور شعور نے انسان کو زمین کی سرحدوں سے آگے بڑھا دیا، وہ مریخ تک پر قبضہ جمانے کی کوششوں میں لگ گیا، میڈیا نے زمین کے چپے چپے کی معلومات اس کی جھولی میں بھر دیں، پل پل کی خبریں اسے ملنے لگیں۔ انسان نے اسے ''انفارمیشن ایج'' کا نام دیا۔

انفارمیشن کی لامحدود اور لاتعداد بہتات نے انسان کو بہت سی ضروری اور بے شمار غیر ضروری معلومات سے بھی آگاہ کر دیا اور آج یہ بحث چھڑنا شروع ہوگئی ہے کہ کون سی معلومات کا حصول ضروری ہے اور کون سی معلومات کا حصول غیر ضروری۔ کیونکہ لامحدود معلومات نے بلا تخصیص عمر ہر ایک کا گھیراؤ کر لیا۔ آج کا کم سن بچہ بھی ایسی بہت سی معلومات رکھتا ہے جو فطری اور نفسیاتی اعتبار سے اس کی آئندہ زندگی اور اس کی ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کے لئے خطرناک ہوسکتی ہیں۔ لیکن وہ ان ذرائع سے یہ معلومات حاصل کر رہا ہے اور اس کے والدین اور اس کے اساتذہ کو اس بات کی فکر ہی نہیں کہ ان کے بچوں کو ملنے والی انفارمیشن ان کے لئے مفید ہے یا خطرناک؟ یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایک درمیانی سطح کا آدمی جتنی معلومات صبح سے رات تک حاصل کرتا ہے وہ اس کے لئے ضروری ہیں؟ کیا ان معلومات کے بغیر اس کا زندہ رہنا اور زندگی گزارنا ممکن نہیں؟ کیا یہ معلومات جو الیکٹرانک میڈیا اور دیگر ذرائع اس تک پہنچا رہے ہیں، اگر اس تک نہ پہنچیں تو کیا اس کی زندگی کو کوئی خطرہ ہوگا؟ کیا معلومات اس کی بڑھوتری اور ترقی میں کوئی کردار ادا کر رہی ہیں؟ ان تمام سوالوں کا جواب یقینی طور پر یہ ہی ہے کہ: ''نہیں!''

تو پھر اس انفارمیشن ایج کے گورکھ دھندے میں پھنس کر ہم اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں...... دنیا کا بھی اور دین کا بھی۔

آج کا انسان دنیا کی چھوٹی چھوٹی چیزوں کا علم تو رکھتا ہے لیکن اپنے بنانے والے کا علم نہیں رکھتا۔ آج کے آدمی کو ایسی بے شمار معلومات حاصل ہیں جو اس کے کام آنے والی نہیں لیکن وہ زندگی گزارنے کا ڈھنگ سکھانے والی معلومات سے بے بہرہ ہے، جس کی وجہ سے وہ اہل حقوق کے حقوق کی حق تلفی کرتا ہے۔ اسے یہ شعور تو حاصل ہے کہ وہ اور یہ پوری کائنات کیسے کام کر رہے ہیں، لیکن اسے یہ شعور نہیں کہ اسے اور اس پوری کائنات کو کیوں پیدا کیا گیا ہے۔ وہ زمین کے دوسرے کونے پر ہونے والے حادثے سے تو آگاہ ہے مگر خود اپنے وجود پر اس کی کیا ذمہ داری ہے اس سے ناواقف۔ آج کا انسان کائنات کی پیدائش کی تاریخ تو (بزعم خود) جان چکا ہے لیکن اپنے خالق سے ناآشنا ہے۔

بقول شخصے آج کے دور میں چیزوں پر محنت کی گئی تو چیزوں کی اہمیت اور وقعت دلوں میں آ گئی مگر انسان پر محنت نہ کی گئی، اس لئے انسان کی اہمیت و وقعت کھو گئی۔ انفارمیشن ایج نے انسان کو اپنے ارد گرد چیزوں کی معلومات تو خوب فراہم کر دیں اور پھر یہ چیزیں بہتر سے بہتر اور اعلیٰ سے اعلیٰ ہوتی چلی گئیں لیکن خود انسان اپنے آپ سے ناواقف اور جاہل ہوتا چلا گیا۔ اسے آج کائنات کے چپے چپے کا علم تو ہے مگر اسے خود اپنے آپ کی شناخت نہیں۔ وہ یہ ضرور جانتا ہے کہ دنیا کے دوسرے کونے پر کیا ہو رہا ہے مگر اسے یہ خبر نہیں کہ اس کے قلب میں کیا بگاڑ اور تباہی واقع ہو چکی ہے۔ انفارمیشن ایج نے پوری دنیا کو سمیٹ کر گلوبل ولیج تو بنا دیا مگر خود انسان کو اپنے آپ سے بہت دور کر دیا ہے۔

چنانچہ انسان کی زندگی کے دو رُخ ہیں، ایک اس کی زندگی کا ذاتی اور انفرادی رُخ ہے، دوسرا اجتماعی یا معاشرتی رُخ۔ امیر و غریب، شاہ و فقیر، عالم و جاہل، ہر انسان کے دو پہلو زندگی بھر اس کے ساتھ رہتے ہیں۔ وہ جس شعبے سے وابستہ ہو، کسی بھی علاقے میں رہتا ہو، اسے اپنے انفرادی اور معاشرتی دونوں پہلوؤں کو دیکھنا چاہئے۔

متمدن معاشرے کے افراد کار اپنے ان دونوں پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے زندگی گزارتے ہیں، تبھی ایک متوازن اور معتدل معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ یہی نظام فطرت ہے اور یہی اسلام کی تعلیم۔

لیکن جب کسی معاشرے میں رچنے بسنے والے لوگ اپنے کسی ایک پہلو پر اپنی توانائیاں صرف کرنے لگیں تو وہ معاشرہ غیر متوازن ہو جاتا ہے، اپنی اقدار کھو بیٹھتا ہے اور بگاڑ کا شکار

ہو جاتا ہے۔ بالخصوص جب فرد اپنی زندگی کے ذاتی پہلو پر معاشرتی پہلو کو قربان کرنا شروع کردے تو شدید ترین جسمانی، ذہنی، معاشی، سماجی، تعلیمی اور روحانی مسائل جنم لینا شروع کر دیتے ہیں۔ ہر فرد یہ سمجھنے لگتا ہے کہ اسے کسی کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ چنانچہ معاشرے کا ہر فرد تنہا ہونے لگتا ہے۔ یہ تنہائی مزید مسائل کو جنم دیتی ہے۔ معاشرہ انارکی کا شکار ہوتا چلا جاتا ہے۔ آج انفارمیشن ایج کی وجہ سے یہی صورتحال ہے کہ جب ہمارے پاس سب اور ساری معلومات ہیں اور ہم سب کچھ جانتے ہیں تو ہمیں کسی کی کیا ضرورت۔

اسلام انسان کے ان دونوں پہلوؤں پر توجہ کرتا ہے۔ وہ انسان کی ذاتی اور انفرادی ضروریات کا بھی خیال کرتا ہے اور اس کے معاشرتی پہلو پر بھی توجہ دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات پر حقیقی معنوں میں عمل کرنے والا انسان اپنی انفرادی زندگی کی تمام ضروریات بھی پوری کرنے کے قابل ہو پاتا ہے اور اس کے معاشرتی کردار کو بھی تقوت ملتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ایک صحیح اسلامی معاشرے میں فرد کبھی تنہائی کا شکار نہیں ہوتا کیونکہ وہ اپنی زندگی کے ساتھ ساتھ دوسروں کی زندگی کو بھی دیکھتا ہے۔ وہ اپنے ماں باپ بیوی، بچوں اور عزیز و اقارب سب کے حقوق کا خیال کرتا ہے، پھر اس کی نظر معاشرتی کردار کے حوالے سے محض اپنے خاندان یا دوست احباب تک محدود نہیں ہوتی، وہ دنیا کے دوسرے سرے پر رہنے والے مسلمان کے درد کو بھی رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق (کہ مسلمان ایک جسد واحد کی طرح ہیں) اپنا ہی درد خیال کرتا ہے، وہ دنیا کے دوسرے کونے کے پر رہنے والے انسان کی مشکل کو بھی اسی طرح حل کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ جیسے وہ خود مشکل میں ہو۔

یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا عجیب نظام ہے کہ مشکل کا یہ احساس خود اسے سکون فراہم کرتا ہے۔ یہ وہ سکون ہے جس سے ایک غیر متوازن معاشرہ محروم رہتا ہے چنانچہ آج کے غیر متوازن معاشروں میں سب سے زیادہ فقدان اسی سکون کا ہے۔

اس سے نکلنے کا راستہ یہ ہی ہے کہ اپنی معلومات کو رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے احکامات کی کسوٹی پر پرکھا جائے جو معلومات اور انفارمیشن اسی کے مطابق ہوں اس پر عمل کیا جائے اور باقی کو چھوڑ دیا جائے جب ہی ایک متوازن معاشرہ بھی تشکیل پائے گا، سکون کا احساس بھی حاصل ہوگا اور انفارمیشن ایج کی اس دنیا میں معلومات کا صحیح استعمال بھی۔

کفار و مشرکین کو رسول اللہ ﷺ پر تین قسم کے اعتراضات تھے سورۂ رعد میں اللہ تعالیٰ نے ان اعتراضات اور ان کے جوابات کو نقل فرمایا ہے

پہلا اعتراض ان کا یہ تھا کہ آپ ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے اور یہ ہماری عقل میں نہیں آتا؟ اللہ تعالیٰ نے آیت نمبر ۵ میں اس کا جواب دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مردوں کو زندہ کرنا کوئی تعجب کی بات نہیں اس لئے کہ جو ذات یہ عظیم کائنات عدم سے وجود میں لاسکتی ہے اس کے لئے انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنا کیا مشکل ہے؟ لیکن تعجب کے لائق تو یہ بات ہے کہ یہ کافر لوگ کھلی آنکھوں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے بیشمار مظاہر دیکھنے کے بعد بھی نئے سرے سے پیدا کرنے کو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بعید سمجھتے ہیں۔

دوسرا اعتراض ان کا یہ تھا کہ اگر آپ ﷺ نبی ہیں اور ہم آپ ﷺ کی نافرمانی میں لگے ہوئے ہیں تو آپ ﷺ ہم پر جلد عذاب کیوں نہیں منگوا لیتے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب آیت نمبر ۶ میں دیا ہے کہ تم سے پہلے بہت سی قوموں پر اللہ کا عذاب آچکا ہے تم پر بھی آسکتا ہے مگر بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی شان حلم اور عفو سے ہر چھوٹے بڑے جرم پر فوراً گرفت نہیں کرتا وہ لوگوں کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو دیکھتا رہتا ہے اور درگزر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب ظلم وستم اور نافرمانیاں حد سے تجاوز کر جاتی ہیں تو پھر اللہ کا عذاب آتا ہے اور پھر اس سے بچنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں سب سے بڑھ کر پرامید اور پرتسلی یہی آیت ہے: **وَاِنَّ رَبَّکَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰی ظُلْمِهِمْ** اور یہ حقیقت ہے کہ لوگوں کے لئے ان کی زیادتیوں کے باوجود آپ کے رب کی ذات ایک معاف کرنے والی ذات ہے۔

تیسرا اعتراض ان کا یہ تھا کہ جو معجزہ اور نشانی ہم طلب کرتے ہیں وہ کیوں ظاہر نہیں کئے

جاتے ؟ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب آیت نمبرے میں دیا کہ فرمائشی معجزات کا پورا کرنا یہ پیغمبر اور ولی کے اختیار میں نہیں بلکہ یہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا کام ہے کہ وہ اپنے پیغمبر کی تصدیق کے لئے جو چاہے اور جب چاہے معجزہ دکھائے چنانچہ آپ ﷺ کے بارے میں فرمایا: اِنَّمَا اَنۡتَ مُنۡذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوۡمٍ هَادٍ (اے پیغمبر ﷺ) بات یہ ہے کہ آپ ﷺ تو صرف خطرے سے ہوشیار کرنے والے ہیں اور ہر قوم کیلئے کوئی نہ کوئی ایسا شخص ہوا ہے جو ہدایت کا راستہ دکھائے۔

آیت نمبر ۱۰ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهٖ يَحۡفَظُوۡنَهٗ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ الخ ہر شخص کے آگے اور پیچھے وہ نگران فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم سے باری باری اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ ایک جماعت دن کے وقت انسانوں کی نگرانی پر مامور ہے اور دوسری جماعت رات کے وقت ان کی حفاظت کرتی ہے ابوداؤد کی ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ فرشتے مختلف حادثات سے انسانوں کی حفاظت کرتے ہیں البتہ جب اللہ تعالیٰ کا ہی حکم یہ ہو کہ کسی شخص کو کسی تکلیف میں مبتلا کیا جائے تو یہ فرشتے وہاں سے ہٹ جاتے ہیں۔ ابن جریر میں بروایت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان فرشتوں کا کام صرف دنیاوی تکالیف اور مصائب سے ہی حفاظت نہیں بلکہ وہ انسانوں کو گناہوں سے محفوظ رکھنے کی بھی کوشش کرتے ہیں انسان کے دل میں خوف خدا اور نیکی کا داعیہ پیدا کرتے رہتے ہیں تاکہ وہ گناہ سے بچ جائے لیکن اگر وہ پھر بھی فرشتوں کے الہامات سے غفلت برت کر گناہ میں مبتلا ہو ہی جائے تو پھر وہ دعا اور کوشش کرتے ہیں کہ وہ جلد توبہ کر کے گناہ سے پاک ہو جائے لیکن اگر وہ پھر بھی کسی طرح متنبہ نہیں ہوتا تو پھر وہ فرشتے اس گناہ کو اس کے اعمال نامے میں لکھ دیتے ہیں۔ حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ فرشتوں کا پہرہ انسانوں پر نہ ہو تو جنات انکی زندگی وبال بنا دیں۔

انسانوں کی حفاظت پر جو فرشتے مقرر ہیں اس سے کسی کو یہ غلط فہمی ہو سکتی تھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے حفاظت کا یہ انتظام کر رکھا ہے تو پھر انسان کو بے فکر ہو جانا چاہیئے اور گناہ وثواب کی پرواہ بھی نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ یہ فرشتے اس کی حفاظت پر مأمور ہیں۔

عن جويرية رضی اللہ عنہا انّ النبىّ صلی اللہ علیہ وسلم خرج من عندها بكرة حين صلّى الصبح وهى فى مسجدها ثُمّ رجع بعد ان اضحٰى وهى جالسةٌ. قال: ماذلت على الحال الّتى فارقتك عليها؟ قالت نعم! قال النبىّ صلی اللہ علیہ وسلم لقد قلت بعدك اربع كلمات ثلاث مرّات لووزنت بما قلت اليوم لوزنتهنّ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ. (رواہ مسلم، برقم: ۷۰۸۸)

ترجمہ: اُمّ المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک دن نمازِ فجر سے فارغ ہوکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے علی الصباح باہر تشریف لے گئے، اس وقت میں اپنے مصلے پر بیٹھی تھی، پھر چاشت کا وقت ہوجانے کے بعد آپ تشریف لائے، اس وقت میں اسی نماز کی جگہ بیٹھی ہوئی تھی جہاں آپ نے مجھے چھوڑا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم اس وقت سے لے کر اب تک اسی حالت پر ہو جس پر میں نے تم کو چھوڑا تھا؟ عرض کیا: جی ہاں!۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم سے جدا ہونے کے بعد چار کلمات تین مرتبہ پڑھے ہیں، تم نے جس قدر بھی (مسلسل دو تین گھنٹے تک) ذکر کیا ہے اگر اس کے مقابلہ میں ان کلمات کو تولا جائے تو ان کلمات کا وزن زیادہ ہوجائے گا۔ وہ چار کلمات یہ ہیں کہ جن کو تین مرتبہ پڑھا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ.

تشریح:

درحقیقت حضور اقدس ﷺ کی تعلیم وتربیت سے مردوں اور عورتوں میں شانِ عبدیت اجاگر ہوتی ہے اور خالق ومخلوق کا رشتہ بہت مضبوط ہوجاتا تھا، بندے اپنے خالق کو پہچاننے لگتے تھے، خالق کے احکام کی تکمیل کے لئے مرمٹتے تھے اور دل میں اپنے خالق ومالک کی یاد بساتے تھے اور زبان کو بھی اسی کی یاد میں تر رکھتے تھے۔ آج بھی جو مرد وعورت اتباع سنت کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ سے نزدیک ہیں، وہ دل وجان اور لسان وجنان (زبان ودل) سے ذکر الٰہی میں لگے رہتے ہیں۔

حدیث شریف سے ایک یہ بات معلوم ہوئی کہ کثرت عمل ہی کثرت ثواب کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ بعض مرتبہ تھوڑا عمل بھی بڑے عمل سے بڑھ جاتا ہے، جس کا ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ صدق دل اور خلوص کے ساتھ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' کہنے کا بہت زیادہ ثواب ہے، پھر اس ثواب میں بے انتہا اضافہ ہوگیا جب یہ الفاظ بڑھادیئے: ''عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ'' حمد وتسبیح زبان سے ایک مرتبہ نکلی اور اس کی مقدار بڑھانے کے لئے الفاظ بالا بڑھادیئے گئے۔

سب مسلمان ماؤں، بہنوں سے درخواست ہے کہ اگر صبح شام نہ ہوسکے تو اس کی کم از کم ایک تسبیح ۲۴ ر گھنٹے میں ضرور پڑھ لیا کریں بلکہ فجر کی نماز سے فارغ ہوکر جو لوگ اشراق کے انتظار میں بیٹھتے ہیں وہ بھی اور جن کو اپنے دفتر اور دیگر مصروفیات کی وجہ سے جلدی جانا پڑتا ہے، وہ بھی اس بات کا اہتمام کرلیں کہ نماز سے فارغ ہوکر کم از کم تین مرتبہ یا زیادہ جتنی توفیق اللہ عطا فرمائے ان کلمات کو پڑھ لیا کریں پھر اپنے کام میں لگ جائیں تو ان شاء اللہ خوب ثواب مل جائے گا اور جو اشراق پڑھ کر جائے گا وہ دہرا ثواب حاصل کرے گا۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دیں۔ آمین

تواضع، تکبر، ظلم اور صلہ رحمی

احمد سعید

① حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص نے میرے لئے تواضع کی (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی ہتھیلی نیچی کر کے دکھائی) میں اس کو بلند کرتا ہوں پھر اپنی ہتھیلی کو آسمان کی طرف کر کے اونچا کیا اور کہا اس طرح۔ (احمد بزاز) یعنی جو میرے لئے تواضع کرتا ہے، میں اس کا مرتبہ بلند کرتا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب اس روایت کو بیان کرتے تھے تو تواضع کے الفاظ کے ساتھ اپنی ہتھیلی کو جھکاتے جھکاتے زمین سے قریب کر دیا کرتے تھے اور جب بلندی کا ذکر کرتے تھے تو ہتھیلی کا رُخ آسمان کی طرف پلٹ کر اونچا کر دیا کرتے تھے۔

مطلب یہ تھا کہ اس طرح جو شخص جھکتا ہے، خدائے تعالیٰ اس کو اس طرح اونچا کر دیتا ہے:

② حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: عزت میری نیچے کی چادر اور کبریائی میری اوپر کی چادر ہے جو شخص ان چادروں میں مجھ سے کھینچا تانی کرے گا، میں اس کو عذاب دوں گا۔ (مسلم)

یعنی یہ دونوں میری مخصوص صفتیں ہیں جو ان کو اختیار کرے گا وہ عذاب کا مستحق ہوگا۔

③ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے: آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں اللہ ہوں، میں رحمٰن ہوں، میں نے رحم کو پیدا کیا ہے اور اس کا نام اپنے نام سے نکالا ہے، جس نے اس کو ملایا اس کو میں ملاؤں گا، جس نے اس کو توڑا میں اس سے توڑوں گا۔ (ابوداؤد)

④ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں اس شخص کی نماز کو قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کے مقابلہ میں تواضع کرتا ہے اور میری مخلوق کے مقابلہ میں بڑائی اور بلندی نہیں ظاہر کرتا ہے اور کوئی رات ایسی نہیں گزارتا جس میں وہ گناہ پر اصرار کرنے والا ہو اور کسی دن میرے ذکر کو قطع نہ کرتا ہو۔ مسکین، مسافر اور بیوہ پر رحم کرتا ہے اور مصیبت زدہ پر رحم کرتا ہے، یہ وہ شخص ہے جس کا نور آفتاب کے نور کی مثل ہے، میں اس شخص کی اپنی عزت کے دامنوں میں حفاظت کرتا ہوں اور میرے فرشتے اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں، میں تاریکیوں میں اس کے لئے نور پیدا کر دیتا ہوں اور غصہ اور جہالت کے وقت اس میں حلم پیدا کر دیتا ہوں، اس کی مثال میری مخلوق میں ایسی ہے جیسے جنتوں میں جنت الفردوس کی۔ (بزاز) یعنی اس کا مخلوق میں بڑا درجہ ہوتا ہے۔

⑤ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرا غصہ اس شخص پر بہت ہوتا ہے جو ایسے آدمی پر ظلم کرتا ہے جس کا میرے سوا کوئی مدد کرنے والا نہیں ہوتا۔ (طبرانی فی الکبیر) یعنی لاوارث جس کا ظاہر میں کوئی حمایتی نہ ہو۔

⑥ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: بھلائی اور خیر اپنی امت میں سے ان لوگوں کے پاس تلاش کرو جو رحم دل ہوں اور انہی کے پاس زندگی بسر کرو کیونکہ ان میں میری رحمت موجود ہوتی ہے اور ان لوگوں میں جو سخت دل ہوں، ان کے پاس بھلائی مت تلاش کرو کیونکہ ان میں میرا غصہ اور غضب ہوتا ہے۔ (نسائی)

⑦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس نے میرے لئے نرمی اختیار کی اور میرے لئے تواضع کی اور میری زمین میں تکبر نہیں کیا تو میں اس کو بلند کروں گا یہاں تک کہ اس کو علیین میں پہنچا دوں گا۔ (ابونعیم) علیین بلند مقام کا نام ہے

⑧ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبر سے بچو جو بندہ ہمیشہ تکبر کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس بندے کا نام سرکشوں میں لکھ دو۔ (ابن عدی) یعنی تکبر کا خوگر انجام کار نافرمانوں اور سرکشوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔
یعنی میری مشیت پر موقوف ہے، دونوں باتوں میں سے کوئی ایک بات کروں، ایک کو دوسرے کی بددعا سے ہلاک کردوں یا دونوں کی مغفرت کردوں۔

⑨ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: رشتہ ناتہ والوں کے ساتھ میل جول رکھا کرو۔ یہ چیز دنیا میں تم کو مضبوط کرنے والی ہے اور آخرت میں تمہارے لئے بہتر ہے۔ (عبد بن حمید)

⑩ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے جس چیز کا تم کو امر کیا تھا اور جس چیز کا تم سے عہد لیا تھا اس کو تم نے ضائع کردیا اور تم نے اپنے نسبوں کو بلند کیا، آج میں اپنے نسب کو بلند کروں گا اور تمہارے نسبوں کو پست کردوں گا۔ متقی اور پرہیزگار لوگ کہاں ہیں۔ بے شک اللہ کے نزدیک وہی شریف ہے جو تم میں سے پرہیزگار ہے۔ (بیہقی)

⑪ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کسی بندے پر ظلم کیا جاتا ہے اور وہ بدلہ لینے کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ کوئی شخص اس مظلوم کا مددگار ہوتا ہے اور وہ آسمان کی طرف منہ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے بندے میں حاضر ہوں اور میں تیری مدد کروں گا۔ یہ مدد جلدی ہو یا کسی قدر تاخیر سے ہو۔ (دیلمی)

دینی اصطلاح اور قرآن وحدیث کی زبان سے مراد وہی علم ہوتا ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی ہدایت کے لئے آتا ہے۔

اللہ کے کسی نبی و رسول پر ایمان لانے اوران کو نبی ورسول مان لینے کے بعد سب سے پہلا فرض آدمی پر یہ عائد ہوتا ہے کہ وہ یہ معلوم کرنے اور جاننے کی کوشش کرے کہ میرے لئے یہ پیغمبر کیا تعلیم وہدایت لے کر آئے ہیں۔ مجھے کیا کرنا ہے اور کیا چھوڑنا ہے۔

سارے دین کی بنیاد اسی علم پر ہے۔اس لئے اس کا سیکھنا اورسکھانا ایمان کے بعد سب سے پہلا فریضہ ہے۔ یہ سیکھنا سکھانا زبانی بات چیت اور مشاہدہ سے بھی ہوسکتا ہے، جیسا کہ عہد نبوی ﷺ اور آپ کے بعد کے قریبی دور میں تھا۔صحابہ کرام کا سارا علم وہی تھا جو ان کو خود رسول اللہ ﷺ کے ارشادات سننے اور آپ کے افعال واعمال کا مشاہدہ سے یا اسی طرح آپ کے فیض یافتہ دوسرے صحابہ کرام سے حاصل ہوا تھا۔علیٰ ہذا اکثر تابعین کا علم بھی وہی تھا۔ جو صحابہ کرام کی صحبت و سماع سے حاصل ہوا تھا اور یہ علم نوشت وخواند اور کتابوں کے ذریعہ بھی حاصل ہوسکتا ہے، جیسا کہ بعد کے زمانوں میں اس کا عام ذریعہ کتابوں کا پڑھنا اور پڑھانا رہا اور اب بھی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات میں بقدر ضرورت علم دین حاصل کرنا ہر اس شخص کے لئے فرض وواجب بتلایا ہے، جو آپ کو اللہ کا پیغمبر مان کر آپ پر ایمان لائے اور اللہ کا دین اسلام قبول کرے اور اس علم کے حاصل کرنے میں محنت ومشقت کو آپ نے ایک طرح کا ”فی سبیل اللہ“ جہاد اور قربِ الٰہی کا خاص الخاص وسیلہ اور اس بارے میں غفلت وبے پروائی کو قابل تعزیر جرم قرار دیا ہے۔

یہ علم انبیاء علیہم السلام اور خاص کر رسول اللہ ﷺ کی خاص میراث اور اس پوری کائنات کی سب سے زیادہ عزیز اور قیمتی دولت ہے اور جو خوش نصیب بندے اس کو حاصل کریں اور اس کا حق ادا کریں تو وہ وارثین انبیاء ہیں۔ آسمان کے فرشتوں سے لے کر زمین کی چیونٹیوں اور دریا کی

مچھلیوں تک تمام مخلوقات ان سے محبت رکھتی اوران کے لئے دعائے خیر کرتی ہیں ۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ نے ان کی فطرت میں رکھ دی ہے اور جو لوگ انبیاء علیہم السلام کی اس مقدس میراث کو غلط اغراض کے لئے استعمال کریں، وہ بدترین مجرم اور خداوندی غضب وعذاب کے مستحق ہیں۔

آج کل تعلیم گاہوں میں جو پڑھا اور پڑھایا جاتا ہے وہ ہنر، پیشہ اور فن ہے۔ وہ بذاتِ خود نہ اچھا ہے نہ برا۔ اس کا انحصار اس کے صحیح یا غلط مقصد اور استعمال پر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے جس علم کو فرض قرار دیا ہے جس کے فضائل بیان فرمائے ہیں اور جس کے حصول کی ترغیب دی اس سے دین کا علم مراد ہے اور اسی کے حکم میں ہوگا وہ علم بھی جو دین کے لئے وسیلہ وذریعہ کی حیثیت رکھتا ہو۔

اس لئے اپنے بچوں کو ہنر، پیشہ اور فن سکھانے کے ساتھ علم دین بھی سکھائیں تاکہ وہ اچھے انسان اور اچھے مسلمان بن سکیں۔

ہمارا احساسِ کمتری کہیں یا کم فہمی کہ ہم نے اپنے بچوں کو وہ علم تو سکھایا جس سے کوئی ہنر، پیشہ یا فن وابستہ ہے مگر حقیقی علم نہ سکھایا اور نہ اس کی کوئی فکر کی، یہی وجہ ہے کہ بچہ بڑا ہوکر پیشہ کمانے کی جستجو میں ایسا لگ جاتا ہے کہ اسے کسی اور طرف سوچنے کے لئے وقت ہی نہیں ملتا۔

اہل حقوق کے حقوق جب وہ ادا نہیں کرتا تو پھر گھر برباد ہوتے ہیں، خاندانوں کا شیرازہ بکھرنے لگتا ہے۔ اس لئے دانش مندی یہ ہی ہے کہ بچے کو بھی سکھائیں بلکہ خود بھی اصل علم ضرور حاصل کریں کہ اس کے ذریعے ہماری دنیا بھی بہتر ہوگی اور آخرت بھی۔

اہل اللہ کی صحبت کا فائدہ

اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی سانس اللہ کی راہ میں قبول ہو، اللہ کی یاد میں قبول ہو تو اس کو چاہئے کہ کسی اللہ والے کے پاس حاضر ہوا کرے۔ مولانا رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تم کچھ دیر اللہ تعالیٰ کے پاس بیٹھو تو ؎

ھر کہ خواھد ھم نشینی با خدا　　گو نشیند با حضور اولیاء

یعنی جس کا دل چاہتا ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس بیٹھے تو اس سے کہہ دو کہ وہ کسی ولی اللہ کے پاس بیٹھ جائے۔

درود شریف کی حکمت:

انسانوں پر خاص کر ان بندوں پر جن کو کسی نبی کی ہدایت و تعلیم سے ایمان نصیب ہوا اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑا احسان اس نبی و رسول کا ہوتا ہے جس کے ذریعہ ان کو ایمان ملا ہو اور ظاہر ہے کہ امت محمدیہ ﷺ کو ایمان کی دولت اللہ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطہ سے ملی ہے، اس لئے یہ امت اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ ممنون احسان آنحضرت ﷺ کی ہے۔ پھر جس طرح اللہ تعالیٰ جو خالق و مالک اور پروردگار ہے اس کا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت اور حمد و تسبیح کی جائے، اسی طرح اس کے پیغمبروں کا حق ہے کہ ان پر درود و سلام بھیجا جائے یعنی اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے مزید رحمت و رافت اور رفع درجات کی دعا کی جائے۔ درود و سلام کا مطلب یہی ہوتا ہے اور یہ دراصل ان محسنوں کی بارگاہ میں عقیدت و محبت کا ہدیہ، وفاداری و نیاز کیشی کا نذرانہ اور ممنونیت و سپاس گزاری کا اظہار ہوتا ہے، ورنہ ظاہر ہے کہ ان کو ہماری دعاؤں کی کیا احتیاج، بادشاہوں کو فقیروں اور مسکینوں کے ہدیوں اور تحفوں کی کیا ضرورت۔

تاہم اس میں شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا یہ تحفہ بھی ان کی خدمت میں پہنچاتا ہے اور ہماری اس دعا و التجا کے حساب میں بھی ان پر اللہ تعالیٰ کے الطاف و عنایات میں اضافہ ہوتا ہے اور سب سے بڑا فائدہ اس دعا گوئی اور اظہار وفاداری کا خود ہم کو پہنچتا ہے، ہمارا ایمانی رابطہ مستحکم ہوتا ہے اور ایک دفعہ کے مخلصانہ درود کے صلہ میں اللہ کی کم از کم دس رحمتوں کے ہم مستحق ہو جاتے ہیں، یہ ہے درود و سلام کا راز اور اس کے فوائد و منافع۔

درود و سلام سے شرک کی جڑ کٹ جاتی ہے:

اس کے علاوہ ایک خاص حکمت درود و سلام کی یہ بھی ہے کہ اس سے شرک کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ مقدس اور محترم ہستیاں انبیاء علیہم السلام کی ہیں، جب ان

کے لئے بھی حکم یہ ہے کہ ان پر درود وسلام بھیجا جائے (یعنی ان کے واسطے اللہ سے رحمت وسلامتی کی دعا کی جائے) تو معلوم ہوا کہ وہ بھی سلامتی اور رحمت کے لئے خدا کے محتاج ہیں اور ان کا حق اور مقام عالی بس یہی ہے کہ ان کے واسطے رحمت وسلامتی کی دعائیں کی جائیں، رحمت وسلامتی خود ان کے ہاتھ میں نہیں ہے اور جب ان کے ہاتھ میں نہیں ہے تو پھر ظاہر ہے کہ کسی مخلوق کے ہاتھ میں بھی نہیں ہے کیونکہ ساری مخلوق میں انہیں کا مقام سب سے بالا و برتر ہے اور شرک کی جڑ و بنیاد یہی ہے کہ خیر و رحمت اللہ کے سوا کسی اور کے قبضہ میں بھی سمجھی جائے۔

بہرحال درود وسلام کے اس حکم نے ہم کو نبیوں اور رسولوں کا دعا گو بنا دیا اور جو بندہ پیغمبروں کا دعا گو ہو وہ کسی مخلوق کا پرستار کیسے ہوسکتا ہے۔

چہرۂ انور ﷺ کی زیارت کیلئے

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ.

جو مسلمان مرد یا عورت شب جمعہ میں دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ۳۵ مرتبہ سورۂ اخلاص (قل ھو اللہ احد) پڑھے اور نماز کے بعد ایک ہزار بار مذکورہ بالا درود شریف پڑھ کر دعا کرے تو اگلا جمعہ آنے سے قبل خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوگا اور زیارت کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دیں گے۔

(ذریعۃ الوصول الیٰ جناب الرسولؐ)

صدقہ کا قائم مقام

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جس شخص کے پاس صدقہ دینے کیلئے کچھ نہ ہو وہ یہ درود شریف پڑھا کرے یہ اس کے لئے صدقہ کے قائم مقام ہے۔

(فضائل درود شریف، حضرت شیخ الحدیث)

بچوں کو نماز سکھانے کا اہتمام کرنا لازم ہے

مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ

حضرت سبرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے بچوں کو نماز سکھاؤ جبکہ وہ سات سال کے ہوں اور نماز نہ پڑھیں تو ان کی پٹائی کرو جبکہ وہ دس سال کے ہوں۔
(سنن ترمذی، ص ۵۸، ج ۱)

اس حدیث میں بچوں کو نماز سکھانے اور ان سے نماز پڑھوانے کا حکم دیا ہے، درحقیقت عمل صحیح بغیر علم صحیح کے نہیں ہوسکتا۔ انسان جب دنیا میں قدم رکھتا ہے تو بالکل سادہ ہوتا ہے کچھ نہیں جانتا اور جاننے کے قابل بھی نہیں ہوتا۔ جیسے جیسے عمر بڑھتی ہے سمجھ آتی ہے، دنیا چونکہ سامنے ہے اور اس کے تقاضے ہر وقت پیش نظر ہیں، اس لئے دنیا میں کام آنے والی باتیں کچھ لوگوں کی دیکھا دیکھی انسان سیکھ لیتا ہے اور کچھ محنت اور کوشش کر کے حاصل کر لیتا ہے لیکن دیندار ہونا چونکہ موت کے بعد کام دے گا اور آخرت کے تقاضے اس وقت سامنے نہیں ہیں اس لئے دینداری کی طرف انسان کا ذہن بہت کم چلتا ہے۔

ماں باپ کا فریضہ ہے کہ بچوں کو دین سکھائیں اور دین کو سب سے زیادہ اہمیت دیں، کیونکہ دین ہی آخرت کی ہمیشہ والی زندگی میں کام دینے والا ہے۔ بہت سے لوگ بچوں سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں مگر ان کی یہ محبت صرف دنیاوی آرام و راحت تک محدود رہتی ہے، ان کی اصل ضرورت یعنی آخرت کی نجات اور موت کے بعد کے آرام و راحت کی طرف توجہ نہیں۔ حلال مال سے حلال طریقے پر کھلانا پلانا اور پہنانا اچھی بات ہے لیکن انسان کی سب سے بڑی ضرورت آخرت کا آرام اور سکون ہے، اولاد کو دینی علوم اور اعمال سے غافل اور جاہل رکھنا بہت بڑا ظلم ہے۔ بچہ کو اللہ کے نام سے آشنا کریں اور ایسے طور طریقے خود اختیار کریں کہ ان کو دیکھ کر بچے کے ذہن میں اسلامی اعمال کی محبت پیدا ہوتی چلی جائے اور جیسے جیسے بچہ ہوش سنبھالتا جائے، اسلام کے کام اس کے ذہن میں راسخ ہوتے چلے جائیں۔

اولاد کے بارے میں دورِ حاضر کے لوگوں کی بدحالی:

بچوں کی خوشی کے لئے ان کو غیر ضروری لباس بھی پہناتے ہیں، ان کے لئے تصویریں، مورتیاں خرید کر لاتے ہیں اور اپنے گھروں کو ان کی وجہ سے رحمت کے فرشتوں سے محروم رکھتے ہیں، ادھار قرض کر کے ان کی جائز ناجائز ضرورتوں اور شوقیہ زیب و زینت اور فیشن پر اچھی خاصی رقمیں خرچ کرتے ہیں لیکن ان کو دین پر ڈالنے کی فکر نہیں کرتے۔ یہ بچوں کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے، اگر دین نہیں تو آخرت کی تباہی ہوگی، وہاں کی تباہی کے سامنے دنیا کی ذراسی چٹک مٹک اور چہل پہل کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ اپنی اولاد کے سب سے بڑے محسن وہ ماں باپ ہیں جو اپنی اولاد کو دینی علم پڑھاتے ہیں اور دینی اعمال پر ڈالتے ہیں۔ یہ علم نہ صرف اولاد کے لئے بلکہ خود ان کے والدین کیلئے بھی قبر میں اور آخرت میں نفع مند ہوگا۔ ایک بزرگ کا ارشاد ہے: ''اِنَّ النَّاسَ نِیَامٌ فَاِذَا مَاتُوْا انْتَبَھُوْا'' یعنی لوگ سو رہے ہیں، جب موت آئے گی تو بیدار ہوں گے۔

آخرت سے بے فکری کی زندگی گزارنے میں انسان کا نفس خوش رہتا ہے اور یہی حال بال بچوں اور دوسرے متعلقین کا ہے۔ اگر آخرت کی باتیں نہ بتاؤ اور کھلائے پلائے جاؤ، دنیا کا نفع پہنچائے جاؤ تو ہشاش بشاش رہتے ہیں اور اس تغافل کو باعث نقصان نہیں سمجھتے لیکن جب آنکھیں بند ہوں گی اور قبر کی گود میں جائیں گے اور موت کے بعد کے حالات دیکھیں گے تو حیرانی سے آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی، عالم آخرت کی ضرورتیں اور حاجتیں جب سامنے ہوں گی تو غفلت پر رنج ہوگا اور حسرت ہوگی کہ کاش آج کے دن کے لئے خود بھی عمل کرتے اور اولاد کو بھی یہاں کی کامیابی کی راہ پر ڈالتے مگر اس وقت حسرت بے فائدہ ہوگی۔

لوگوں کا یہ حال ہے کہ بچوں کو ہوش سنبھالتے ہی اسکول اور کالج کی نذر کر دیتے ہیں یا محنت و مزدوری پر لگا دیتے ہیں۔ نماز روزہ سکھانے اور بتانے اور دینی فرائض سمجھانے اور ان پر عمل کرانے کی کوئی فکر نہیں کرتے۔ شادیاں ہو جاتی ہیں، باپ دادا بن جاتے ہیں لیکن بہت سو کو کلمہ طیبہ بھی صحیح یاد نہیں ہوتا، نماز میں کیا پڑھا جاتا ہے اس سے بھی واقف نہیں، اسّی اسّی سال کے بوڑھوں کو دیکھا گیا ہے کہ دین کی موٹی موٹی باتیں بھی نہیں جانتے۔ اس لئے آپ خود بھی نماز کو سیکھئے اور اپنے بچوں کو بھی لازمی سکھایئے اور پڑھایئے کہ اصل کامیابی اسی میں ہے۔

پڑوسی کے حقوق

عبدالعظیم ترمذی

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اے ابوذر! جب تم شوربا بناؤ اس میں پانی زیادہ ڈال دیا کرو اور اپنے پڑوسیوں کی دیکھ بھال کرتے رہا کرو۔‘‘ (مسلم) اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ایک روایت میں یوں فرماتے ہیں: میرے دوست نے مجھے وصیت فرمائی، جب تم شوربا بناؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈال دیا کرو، پھر اس شوربے میں سے اپنے پڑوس والوں کے ساتھ نیکی کیا کرو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے، جو شخص اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے، جو شخص اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔‘‘ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرئیل علیہ السلام نے اتنے تواتر اور تاکید سے ہمسایوں کے متعلق مجھے کہا ہے کہ مجھے خیال آنے لگا کہ شاید پڑوسیوں کو وراثت میں شریک قرار دے دیں۔‘‘ (بخاری، مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ کی قسم! وہ مؤمن نہیں، اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں، اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں۔‘‘ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کون شخص مؤمن نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے شر و فساد سے اس کے پڑوسی محفوظ و مامون نہ ہوں۔‘‘ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ وہ جنت میں نہیں جائے گا جس کی شرارتوں سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں۔ اس حدیث کے راوی بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن کسی پڑوسن کے ساتھ تحفہ کو حقیر و ناچیز خیال نہ کرے، اگرچہ وہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔‘‘

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی پڑوسی کسی پڑوسی کو اپنی دیوار میں لکڑی وغیرہ گاڑنے سے منع نہ کرے۔ یہ روایت بیان کر کے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حاضرین سے مخاطب ہو کر کہنے لگے: میں دیکھتا ہوں کہ تم اس سے روگردانی کر رہے ہو، مگر اللہ کی قسم میں یہ بات تم لوگوں کے کندھوں پر پھینک کر رہوں گا (یعنی تمہیں ضرور سناؤں گا) (بخاری و مسلم)

مسلم اور غیر مسلم میں تین فرق

مولانا عبدالستار صاحب

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(۱) التاجر الصدوق الامین مع النّبیّین و الصّدّیقین و الشّھداء.

(ترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی التجارة)

یعنی ایک امانتدار اور سچا تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا، لیکن اگر تجارت کے اندر نیت صحیح نہ ہو اور حلال وحرام کی فکر نہ ہو تو پھر ایسے تاجر کے بارے میں پہلی حدیث کے برخلاف دوسری حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(۲) التجار یحشرون یوم القیامة فجارا الا من اتقی وبر وصدق.

یعنی تجار قیامت کے دن فجار بنا کر اٹھائے جائیں گے۔

مسلم اور غیر مسلم میں تین فرق ہیں۔

پہلا فرق یہ ہے کہ مسلمان اپنی دولت کو اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھتا ہے جبکہ غیر مسلم اس دولت کو اللہ تعالیٰ کی عطا نہیں سمجھتا بلکہ اس دولت کو اپنی قوت و بازو کا کرشمہ سمجھتا ہے۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ ایک مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ اس دولت کو آخرت کی فلاح و بہبود کا ذریعہ بنائے اور دولت کو حاصل کرنے اور اس کو خرچ کرنے میں ایسا طرزِ عمل اختیار کرے کہ کوئی کام اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کے حکم کے خلاف نہ ہوتا کہ یہ دنیا اس کے لئے دین کا ذریعہ بن جائے اور آخرت کی فلاح و بہبود کا ذریعہ بن جائے۔ یہی دنیا ہے کہ اگر اس کے حصول میں انسان کی نیت درست ہو اور اللہ تعالیٰ کے عائد کئے ہوئے حلال وحرام کے احکام کی پابندی ہو تو یہی دنیا دین بن جاتی ہے اور یہی دنیا آخرت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

تیسرا فرق یہ ہے کہ ایک مسلمان بھی کھاتا ہے اور کماتا ہے اور ایک غیر مسلم بھی کھاتا اور کماتا ہے لیکن غیر مسلم کے دل میں نہ تو اللہ تعالیٰ کا تصور ہوتا ہے اور نہ اس کے احکام کی پابندی کا خیال

ہوتا ہے اور مسلمان کے دل میں یہ چیزیں موجود ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے یہ دنیا دین بنادی۔ اگر ایک تاجر اس نیت کے ساتھ تجارت کرے کہ میں دو وجہ سے تجارت کرر ہا ہوں، ایک تو اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے ذمے کچھ حقوق عائد کئے ہوئے ہیں، میرے نفس کے بھی کچھ حقوق ہیں، میرے بچوں کے بھی میرے ذمہ کچھ حقوق ہیں، میری بیوی کے بھی میرے ذمہ کچھ حقوق ہیں، ان حقوق کی ادائیگی کے لئے یہ تجارت کرر ہا ہوں۔ دوسرے اس لئے میں تجارت کرر ہا ہوں کہ اس تجارت کے ذریعہ میں معاشرے میں ایک چیز فراہم کرنے کا ذریعہ بن جاؤں اور مناسب طریقے سے ان کی اشیاءِ ضرورت ان تک پہنچادوں۔ اگر تجارت کرتے وقت دل میں یہ دونیتیں موجود ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ حلال طریقے کو اختیار کرے اور حرام طریقے سے بچے تو پھر یہ ساری تجارت عبادت ہے۔

ایک قیمتی نصیحت

گھڑی میں تین سوئیاں ہوتی ہیں، جن میں ایک سوئی سیکنڈ بتانے کے لئے ہوتی ہے۔ یہ سوئی اپنا وجود تو رکھتی ہے مگر اس کا ذکر بہت کم کیا جاتا ہے۔ سب یہی کہتے ہیں کہ مثلاً ’’دس بج کر پندرہ منٹ ہوگئے‘‘، سیکنڈ کا کوئی ذکر نہیں کرتا۔ جبکہ سب سے زیادہ حرکت یہ ہی سوئی کرتی ہے اور باقی دونوں سوئیوں کو بھی آگے بڑھنے میں مدد دیتی ہے۔

ہماری زندگی میں بہت سارے لوگ اس سوئی کے مانند ہوتے ہیں جیسے کہ ہمارے والدین اور اساتذہ کرام، کہ ان کا تذکرہ تو کم ہوتا ہے لیکن ہمارے آگے بڑھنے میں ان کا کردار ضرور ہوتا ہے۔

اللہ پاک ہمارے والدین اور اساتذہ کی حفاظت اور مغفرت فرمائے۔ آمین

سوتے وقت کے اعمال

مولانا عبداللہ البرنی

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں ''اٰمَنَ الرَّسُوْل '' سے ختم سورت تک جو شخص کسی رات کو پڑھ لے گا تو یہ دونوں آیتیں اس کے لئے کافی ہوں گی (یعنی وہ ہر شر اور مکر سے محفوظ رہے گا)

(رواہ مسلم، رقم الحدیث: 1916)

رات کو پڑھنے کی چیزیں:

① حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص رات میں سورۂ واقعہ (پارہ ۲۷) پڑھ لیا کرے اسے فاقہ نہ ہوگا۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

② حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص آلِ عمران کی آخری دس آیتیں ''اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض '' (آل عمران: ۱۹۰) سے آخر سورت تک، کسی رات کو پڑھ لے تو اسے رات بھر نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا۔

③ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جب تک سورہ الم سجدہ (جو اکیسویں سپارے میں ہے) اور سورۂ ''تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْک '' نہ پڑھ لیتے تھے اس وقت تک نہ سوتے تھے۔ (رواہ الترمذی)

سوتے وقت پڑھنے کی چیزیں:

جب سونے کا اادہ کرے تو وضو کرلے اور اپنے بستر کو تین بار جھاڑ لے، پھر داہنی کروٹ پر لیٹ جائے اور سر یا رخسار کے نیچے داہنا ہاتھ رکھ کر یہ دعا تین بار پڑھے:

اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَکَ. (بخاری و مسلم)

ترجمہ: اے اللہ! تو مجھے اپنے عذاب سے بچانا، جس روز تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا۔

اور یہ دعا پڑھے: ''اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی.'' (بخاری و مسلم)

ترجمہ: اے اللہ! میں تیرا نام لے کر مرتا اور جیتا ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات کو جب (سونے کے لئے) بستر پر تشریف لاتے تو سورۂ قل ھواللہ احد اور سورۂ قل اعوذ برب الفلق اور سورۂ قل اعوذ برب الناس پڑھ کر ہاتھ کی ہتھیلیوں پر اس طرح دم کرتے کہ کچھ لعاب کے جھاگ بھی نکل جاتے، اس کے بعد جہاں تک ممکن ہوسکتا، پورے بدن پر دونوں ہاتھوں کو پھیرتے تھے، تین مرتبہ ایسا ہی کرتے تھے اور ہاتھ پھیرتے وقت سر اور چہرہ اور سامنے کے حصہ سے شروع فرماتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تو نے اپنے بستر پر پہلو رکھا اور سورۂ فاتحہ اور سورۂ قل ھواللہ پڑھ لی تو موت کے علاوہ تو ہر چیز سے بے خوف ہوگیا۔ (الحصن)

ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو کچھ بتائیے جسے (سوتے وقت) پڑھ لوں جبکہ اپنے بستر پر لیٹوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ ''قل یاایھا الکٰفرون'' پڑھو کیونکہ اس میں شرک سے بے زاری کا اعلان ہے۔ (مشکوٰۃ عن الترمذی)

بعض حدیثوں میں ہے کہ اس کو پڑھ کر سو جاؤ یعنی اس کو پڑھنے کے بعد کسی سے نہ بولے۔ (الحصن الحصین) اس کے علاوہ ۳۳/بار ''سُبْحَانَ اللّٰہِ''، ۳۳/مرتبہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' اور ۳۴/بار ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' بھی پڑھے۔ (مشکوٰۃ)

آیۃ الکرسی بھی پڑھے، اس کے پڑھنے والے کے لئے اللہ کی جانب سے رات بھر ایک محافظ فرشتہ مقرر رہے گا اور کوئی شیطان اس کے پاس نہ آئے گا۔ (بخاری)

یہ بھی تین بار پڑھے: ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْـہِ'' اس کی فضیلت یہ ہے کہ رات کو سوتے وقت پڑھنے والے کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے، اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (بخاری)

جب سونے لگے اور نیند نہ آئے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَھَدَاَتِ الْعُیُوْنُ وَاَنْتَ حَیٌّ قَیُّوْمٌ لَا تَاْخُذُکَ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ یَا حَیُّ یَاقَیُّوْمُ اَھْدِأْ لَیْلِیْ وَاَنِمْ عَیْنِیْ'' (الحصن الحصین)

ترجمہ: اے اللہ! ستارے دور چلے گئے اور آنکھوں نے آرام لیا اور تو زندہ ہے اور قائم رکھنے والا ہے، تجھے نہ اونگھ آتی ہے، نہ نیند آتی ہے، اے زندہ اور قائم رکھنے والے، اس رات کو مجھے راحت دے اور میری آنکھ کو سلا دے۔

جب سوتے سوتے ڈر جائے یا نیند اُچاٹ ہوجائے تو یہ دعا پڑھے:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ. (الحصن الحصين)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کے واسطے سے میں اللہ کے غضب سے اور اس کے عذاب اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور میرے پاس ان کے آنے سے پناہ چاہتا ہوں۔

فائدہ: جب خواب میں اچھی بات دیکھے تو الحمدللہ کہے اور اسے بیان کردے مگر اسی سے کہے جس سے اچھے تعلقات ہوں اور آدمی سمجھ دار ہو (تاکہ بری تعبیر نہ دے) اور اگر برا خواب دیکھے تو اپنی بائیں طرف تین دفعہ تھوک دے اور کروٹ بدل دے یا کھڑا ہوکر نماز پڑھنے لگے اور تین مرتبہ یوں بھی کہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ وَمِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرُّؤْيَا.

ترجمہ: میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے اور اس خواب کی برائی سے۔

برے خواب کو کسی سے ذکر نہ کرے، یہ سب عمل کرنے سے ان شاء اللہ وہ خواب اسے کچھ ضرر نہ پہنچائے گا۔ (مشکوٰۃ والحصن الحصین)

انتباہ: اپنی طرف سے بنا کر جھوٹا خواب بیان کرنا سخت گناہ ہے۔

جب سو کر اٹھے تو یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

(بخاری ومسلم)

ترجمہ: سب تعریفیں خدا ہی کے لئے ہیں جس نے ہمیں مار کر زندگی بخشی اور ہم کو اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔

حضورِ اقدس ﷺ ایک صحابی کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے، کمزوری کے باعث چوزے کی طرح نظر آرہے تھے، ان کا حال دیکھ کر حضور اقدس ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کی دعا کرتے رہے ہو؟ یا کسی بات کا سوال کرتے رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: میں یہ دعا کرتا تھا کہ اللہ مجھے آخرت میں جو سزا دینے والے ہیں وہ سزا ابھی مجھے دنیا میں دے دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! تمہیں اس (عذاب کے سہنے) کی طاقت نہیں ہے، تم نے یہ دعا کیوں نہ کی:

اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلا دے۔

یعنی دونوں جہاں میں اچھی حالت میں رکھ اور عذاب دوزخ سے بچا۔

اس حدیث کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دن کے بعد ان صاحب نے یہی دعا کی اور اللہ جل جلالہ نے ان کو شفا دے دی۔ (رواہ مسلم برقم 7011)

معلوم ہوا کہ اللہ سے ہمیشہ خیر کا سوال کرنا چاہیئے۔

جن صحابی کا ابھی اوپر واقعہ بیان ہوا ان کو حضور اکرم ﷺ نے دعا: ''اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ''، تعلیم فرمائی۔ یہ دعا بہت جامع ہے، اس میں دنیا وآخرت کی ہر بھلائی کا سوال آجاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس ﷺ اکثر یہ دعا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

قرآن مجید میں بھی اس دعا کی ترغیب آئی ہے، ہمیں بھی یہ دعا مانگنی چاہیئے۔ حضور اقدس ﷺ کو جامع دعائیں پسند تھیں، جامع سے مراد وہ دعا ہے جس میں دنیا وآخرت کی سب حاجتوں یا بہت سی حاجتوں کا سوال ہو جائے۔ اس میں الفاظ کم ہوتے ہیں اور معانی کا پھیلاؤ زیادہ ہوتا

ہے۔انہی جامع دعاؤں میں عافیت کی دعا بھی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) منبر پر تشریف لے گئے، پھر (اس وقت کے بعض ظاہری و باطنی حالات و کیفیات کی وجہ سے) رونے لگے،اس کے بعد فرمایا: اے لوگو! اللہ جل شانہٗ سے معافی کا اور عافیت کا سوال کرو، کیونکہ کسی شخص کو دولت ایمان کے بعد عافیت سے بڑھ کوئی چیز نہیں ملی۔(ترمذی)

عافیت بہت جامع لفظ ہے۔صحت،تندرستی، آرام، چین،سکون، اطمینان ان سب کوشامل ہے۔عافیت کی دعا بہت زیادہ کرنی چاہئے، دنیا و آخرت میں عافیت نصیب ہونے کی دعا کیا کریں،اگر یہ الفاظ یاد کرلیں تو بہتر ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ الۡعَافِیَۃَ وَالۡمُعَافَاۃَ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃ.

اے اللہ! میں آپ سے عافیت کا اور ہر مکر اور شر سے حفاظت کا سوال کرتا ہوں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے:

لَا یَسۡئَلُ اللّٰہَ عَبۡدًا شَیۡئًا اَحَبَّ اِلَیۡہِ مِنۡ اَنۡ یَسۡئَلَ الۡعَافِیَۃَ.

(مستدرک، حاکم)

ترجمہ: اللہ جل جلالہٗ سے کوئی بندہ کوئی سوال ایسا نہیں کرتا جو اللہ کے نزدیک عافیت کے سوال سے زیادہ محبوب ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اَکۡثِرِ الدُّعَاءَ بِالۡعَافِیَۃِ'' عافیت کی دعا بہت زیادہ کیا کرو۔

جب اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہی ہے تو مصیبت اور نقصان اور موت کی دعا کیوں مانگیں؟ نفع اور خیر کی دعا کیوں نہ مانگیں۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو عافیت سے رکھے اور دعا کے آداب کے سمجھنے اور جاننے کی توفیق دے۔آمین۔

دعا کی فضیلت اور اہمیت

خورشید احسان

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دعا سے بڑھ کر بزرگ و برتر نہیں۔ (الترمذی، رقم ۳۳۷۰)
- حضرت انس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضور سیّد المرسلین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۴، بحوالہ ترمذی)
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ شانہٗ اس پر غصہ ہوتے ہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۵، بحوالہ ترمذی)

ان احادیث شریفہ میں دعا کی فضیلت و اہمیت بیان فرمائی گئی ہے۔ عبادات میں اللہ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کوئی چیز بزرگ و برتر نہیں ہے اور دعا عبادت کا مغز ہے۔ چھلکے کے اندر جو اصل چیز ہوتی ہے اس کو مغز کہتے ہیں اور اسی مغز کے دام ہوتے ہیں۔ بادام کو اگر پھوڑو تو اس میں گری نکلے گی، اسی گری کی قیمت ہوتی ہے اور اس کے لئے بادام خریدے جاتے ہیں۔ عبادتیں بہت ساری ہیں اور دعا بھی ایک عبادت ہے لیکن یہ عبادت بہت بڑی عبادت ہے۔

عبادت ہی نہیں عبادت کا مغز ہے اور اصل عبادت ہے کیونکہ عبادات کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ جل جلالہٗ کے حضور میں بندہ اپنی عاجزی اور ذلت پیش کرے اور خشوع و خضوع یعنی ظاہر و باطن کے جھکانے کے ساتھ بارگاہ بے نیازی میں نیازمندی کے ساتھ حاضر ہو۔ چونکہ یہ عاجزی والی حضوری دعا میں سب عبادتوں سے زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس لئے دعا کو عبادت کا مغز فرمانا بالکل صحیح ہے۔

جب بندہ اپنے آپ کو عاجز جان کر یہ یقین کرتے ہوئے دست بدعا ہوتا ہے کہ اللہ

تعالیٰ غنی اور بے نیاز ہیں، ان کو کسی چیز کی حاجت اور ضرورت نہیں ہے۔ وہ کریم ہیں، خوب دینے والے ہیں، جس قدر چاہیں دے سکتے ہیں، ان کو روکنے میں اپنا کوئی نفع نہیں تو اس یقین کی وجہ سے حضوری بارگاہ میں محو ہو جاتا ہے اور اس طرح سے اس کا یہ شغل سراپا عبادت بن جاتا ہے اور اس کو عبادات کا مغز نصیب ہو جاتا ہے۔

حدیث میں فرمایا کہ جو شخص اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے، چونکہ دعا میں بندہ کی عاجزی اور حاجت مندی کا اقرار ہوتا ہے اور اس یقین کا اظہار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی دینے والا ہے اور وہ بڑا داتا ہے۔ اس لئے دعا اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا سبب بنتی ہے اور جب کوئی بندہ دعا سے گریز کرتا ہے اور اپنی حاجت مندی کے اقرار کو اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہے تو اللہ تعالیٰ شانہٗ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں کیونکہ بندہ کے اس طرز عمل میں تکبر ہے اور ایک طرح سے اپنے لئے بے نیازی کا دعویٰ ہے (حالانکہ بے نیازی اللہ جل جلالہٗ کی خاص صفت ہے) اس لئے دعا نہ کرنے والے پر اللہ جل جلالہٗ غصہ ہو جاتے ہیں۔

بندہ کا کام ہے کہ اپنے پروردگار سے مانگا کرے اور مانگتا ہی رہے، ایک حدیث میں ہے کہ سرورِ دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ جو مصیبت نازل ہوگئی، دعا اس (کے دفعیہ) میں نفع دیتی ہے اور جو مصیبت نازل ہوئی ہے، اس کے لئے بھی نفع دیتی ہے (یعنی آئی مصیبت دعا کی وجہ سے ٹل جاتی ہے) لہٰذا اللہ کے بندہ تم دعا کو لازم پکڑلو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروازہ کھل گیا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے (پھر فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں طلب کی جاتی ہیں ان میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ اس سے عافیت کا سوال کیا جائے۔ (ترمذی)

ہر مومن مرد عورت کو دعا کا ذوق ہونا چاہئے، اللہ ہی سے مانگے، اسی سے لو لگائے، اسی سے امید رکھے۔

نماز کی فضیلت:

① فرمایا رحمۃ للعالمین ﷺ نے کہ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائی ہیں جو شخص ان نمازوں کا وضو اچھی طرح کرے اوران کو بروقت پڑھے اوران کا رکوع، سجدہ پورا پورا ادا کرے تو اللہ کا یہ عہد ہے کہ اس کو بخش دے گا اور جو شخص ایسا نہ کرے تو اللہ کا اس سے کوئی عہد (بخشش کا) نہیں، چاہے بخشے، چاہے عذاب دے۔ (احمد عن عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ)

اورایک حدیث میں ہے کہ جس مسلمان کی موجودگی میں نماز کا وقت آ گیا اور پھر اس نے نماز کا وضو اور رکوع وسجدہ اچھی طرح انجام دیا تو یہ نماز اس کے لئے گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہوگی جب تک کہ بڑے گناہ نہ کئے جائیں اور یہ کفارہ ہمیشہ ہوتا رہے گا۔ (مسلم عن عثمان رضی اللہ عنہ)

② فرمایا سرکارِ دو عالم ﷺ نے کہ نماز کا چھوڑ دینا بندے اور کفر کے درمیان جوڑ لگا دینے والی چیز ہے۔ (مسلم عن جابر رضی اللہ عنہ)

دوسری روایت میں ہے کہ ہمارے اور کافروں کے درمیان فرق کرنے والی مضبوط چیز نماز ہے۔ پس جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کا کام کیا۔ (احمد عن بریدہ رضی اللہ عنہ)

③ فرمایا فخر دو عالم ﷺ نے کہ جس نے نماز کی پابندی کی اس کے لئے قیامت کے روز نماز نور ہوگی اوراس کے ایمان کی دلیل ہوگی اور نجات (کا سامان) ہوگی اور جس نے نماز کی پابندی نہ کی تو اس کے لئے نماز نہ نور ہوگی، نہ دلیل ہوگی، نہ نجات (کا سامان) ہوگی اور ایسا شخص قیامت کے روز قارون، فرعون، ہامان اور (مشہور مشرک) ابی بن خلف (ملعون) کے ساتھ ہوگا۔ (احمد عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)

④ فرمایا رسولِ اکرم ﷺ نے (حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو وصیت کرتے ہوئے) کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر، اگرچہ تیرے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور تو جلا دیا جائے اور فرض نماز

قصداً مت چھوڑ، پس جس نے فرض نماز قصداً چھوڑ دی تو اس سے (اللہ تعالیٰ کا) ذمہ بری ہو گیا اور شراب مت پی کیونکہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔ (ابن ماجہ عن ابی درداء رضی اللہ عنہ)

تشریح: اللہ تعالیٰ کا ذمہ بری ہو گیا یعنی اب اس کو دنیا و آخرت میں امن، چین اور حفاظت سے رکھنے کی ذمہ داری اللہ پر نہیں رہی، دشمن جو چاہیں اس کا حال بنائیں۔

⑤ فرمایا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارے اندر رات اور دن کے فرشتے نمبر دار آتے جاتے ہیں اور فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں، پھر وہ فرشتے جو رات کو تمہارے ساتھ رہے تھے وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں تو ان کا ربّ ان سے دریافت فرماتا ہے (حالانکہ وہ اپنے بندوں کو ان سے زیادہ جانتا ہے) کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتے چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے تو وہ (تب بھی) نماز ہی میں لگے ہوئے تھے۔ (بخاری و مسلم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

⑥ فرمایا فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو صبح کو فجر کی نماز کے لئے چلا وہ ایمان کے جھنڈے کے ساتھ چلا اور جو صبح کو بازار کی طرف چلا (اور نماز کی طرف دھیان نہ دیا) وہ ابلیس کے جھنڈے کے ساتھ چلا۔ (ابن ماجہ عن سلمان رضی اللہ عنہ)

منافق کی نماز:

⑦ فرمایا سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: یہ منافق کی نماز ہے کہ بیٹھا سورج کا انتظار کرتا رہے یہاں تک کہ جب اس میں زردی آجاتی ہے اور شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے تو کھڑے ہو کر (مرغ کی طرح) چار ٹھونگیں مار لیتا ہے (اور) ان ٹھونگوں میں اللہ کو بس ذرا بہت یاد کرتا ہے۔ (مسلم عن انس رضی اللہ عنہ)

تشریح: شیطان کے سینگوں کے درمیان سورج ہونے کا مطلب ہی ہے کہ جب سورج نکلتا ہے اور چھپتا ہے تو شیطان اس کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے اور اس وقت اس کے پوجنے والے اسے سجدہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں مذکور ہے: ٹھونگیں مارنے کا مطلب یہ ہے کہ جلدی جلدی سجدہ پر سجدہ کر ڈالتا ہے۔

فہم دین صحبتِ اہل اللہ سے ملتا ہے

مولانا حکیم اختر صاحب رحمہ اللہ

ایک من علم کے لئے دس من عقل وفہم کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے علم کے ساتھ اللہ والوں کی صحبتوں سے دین کی سمجھ بھی حاصل کرنی چاہئے۔ خالی علم سے ذہن میں وہ تیزی، ذکاوت اور نورانیت نہیں آتی جب تک اہل اللہ کی صحبت نہ اختیار کریں۔ دین کی سمجھ کا ایک واقعہ سناتا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ میری شادی کیلئے دعا کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ استغفار کیا کرو۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت استغفار سے شادی کا کیا تعلق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نوح میں وعدہ فرمایا ہے:

ترجمہ: تم اپنے رب سے استغفار کرو، وہ بڑے غفور اور رحیم ہیں، آسمان سے بارش نازل ہوگی، قحط دور ہوگا اور مال واولاد بھی دیں گے، باغات بھی دیں گے اور نہریں بھی دیں گے۔ (سورۂ نوح، آیت ۱۰ تا ۱۲)

اس نے کہا: حضرت! اس میں ایسا کوئی ذکر نہیں آیا کہ شادی بھی ہوگی اور بیوی بھی ملے گی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم بڑے عجیب آدمی ہو، اولاد کا وعدہ نہیں ہے؟ تو جب اولاد دیں گے تو بیوی کے بغیر دیں گے؟ جب اولاد کا وعدہ ہے تو اس کا مطلب ہے کہ شادی ہوگی، تب ہی تو اولاد ملے گی۔ یہ ہے تفقہ اور علم میں برکت، جو اہل اللہ کی صحبتوں سے حاصل ہوتی ہے۔ لوگ یہ آیتیں پڑھتے رہتے ہیں لیکن کسی کا ذہن اس طرف نہیں جاتا کہ استغفار کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے شادی ہونے اور بیوی ملنے کا بھی اعلان ہے۔ اسی ذکاوت اور تفقہ پر ایک اور واقعہ یاد آ گیا۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ کھڑے ہوکر پڑھتے تھے یا بیٹھ کر؟ تو آپ نے فرمایا: کیا تم نے یہ آیت تلاوت نہیں کی:

وَاِذَا رَاَوْ تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ۨانْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا. (سورة الجمعة: ١١)

کہ میرے نبی کو "قائم" یعنی کھڑا ہوا چھوڑ گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، نیا نیا اسلام آیا تھا، ابھی صحابہ کی مکمل تربیت نہیں ہوئی تھی، وہ قانون نہیں جانتے تھے، ان کو یہ پتہ نہیں تھا کہ خطبہ چھوڑ کر جانا ناجائز ہے۔ اس وقت شدید قحط تھا۔ انہوں نے سوچا کہ اگر ہم نہیں جائیں گے تو غلہ ختم ہوجائے گا لیکن سب نہیں گئے تھے، بارہ صحابہ رہ گئے تھے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ اگر یہ بارہ صحابی بھی نہ رہتے تو اللہ کے غضب کی آگ برس جاتی، ان کے طفیل سب بچ گئے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے ثابت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دے رہے تھے تو کھڑے تھے۔ (روح المعانی، ص ۴۱۶، ج ۲۸) جس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا خطبہ کھڑے ہوکر دینا قرآن سے ثابت ہے۔ یہ ہے تفقہ، علم کی صحیح سمجھ، عام آدمی کا ذہن اس طرف نہیں جاتا۔ (گناہوں سے بچنے کا راستہ، مواعظ حسنہ نمبر ۱۰۰، ص ۶، ۷)

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اَلْمُصَوِّر جل جلالہٗ'' وہ ذات ہے جس نے اپنی مخلوق کو مختلف صورتوں میں پیدا کیا تاکہ وہ اس کے ذریعے سے ایک دوسرے کو پہچان سکیں۔'' (النہج الاسمیٰ)

یہ اسم مبارک قرآن مجید میں ایک مرتبہ آیا ہے۔

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں: ترجمہ: ''اور تمہاری صورتیں بنائیں اور بہت اچھی بنائیں۔'' بچو! مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو شکل وصورت اور جسامت دی ہے، وہ تمام مخلوق سے اچھی اور بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت زبردست بنایا ہے۔ بچو! ہمارے چہرے پر ہی اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں دے رکھی ہیں ان کا نعم البدل کہیں نہیں ہے۔ جیسا کہ آپ کی آنکھیں۔ بچو! اگر ہم دیکھ نہ سکیں تو ہماری ساری دنیا اندھیری ہو جائے، ہم کھانے پینے، چلنے پھرنے، آنے جانے کے لئے دوسروں کے سہارے کے محتاج ہو جائیں۔ پھر آپ یہ دیکھیں کہ دنیا میں کتنے ہی لاتعداد انسان ہیں جو ہم سے پہلے آئے اور جو ہمارے بعد آئیں گے، کسی بھی دو کی شکل ایک جیسی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے زبردست مصور ہیں کہ اللہ نے لاکھوں، کروڑوں، اربوں، کھربوں انسانوں کی شکلیں ایک دوسرے سے مختلف بنائی ہیں۔

بچو! ہماری صرف شکلیں ہی ایک دوسرے سے مختلف نہیں ہیں بلکہ ہمارے رنگ اور زبانیں بھی مختلف ہیں۔

قرآن مجید میں سورۂ روم کی آیت نمبر ۲۲ ر میں اللہ تعالیٰ

فرماتے ہیں: ترجمہ: ”اور اس کی (قدرت) کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف (بھی) ہے۔ عقل مندوں کے لئے اس میں یقیناً بڑی نشانیاں ہیں۔“

تو بچو! آسمان اور زمین کی یہ پیدائش بھی اس ”المصور“ جل جلالہٗ کا شاہکار ہے۔ اس آیت میں غور کریں کہ اللہ تعالیٰ کیا بتا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ تمہارے رنگ مختلف ہیں۔ بچو! کیا ہماری جلد کے رنگ مختلف نہیں؟ کوئی بس گورا ہوتا ہے، کوئی بہت گورا ہوتا ہے، کوئی بس درمیانے رنگ کا ہوتا ہے، کوئی سانولا ہوتا ہے، کوئی گہرا سانولا، کوئی بالکل کالا۔ افریقہ کے لوگوں کو دیکھئے ان کی جلد اللہ تعالیٰ نے کیسی کالے رنگ کی بنائی مگر ان میں بھی کوئی کم کالا اور کوئی بہت زیادہ کالا ہوتا ہے۔ انگریزوں کو دیکھیں، کوئی گورا تو کوئی بہت گورا۔ پاکستان میں ہر طرح کے رنگ کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ اب دیکھیں، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زبانوں کی بات بھی کی ہے۔ دنیا میں کتنی زبانیں بولی جاتی ہیں؟

پیارے بچو! صرف اپنے ملک کو دیکھتے ہیں۔ سندھ میں سندھی زبان، بلوچستان میں بلوچی، خیبر پختونخوا میں پشتو، پھر پشتو کی بھی آگے کئی اقسام ہیں۔ پنجاب میں پنجابی اور پنجابی بھی کئی طرح کی ہے، جیسے کہ ملتان کی طرف سرائیکی بولی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ پوٹھوہاری، کوہستانی، میمنی، کشمیری، اس طرح سے پاکستان میں تقریباً ۷۶ زبانیں بولی جاتی ہیں، اسی طرح ہر ملک کی ہر نسل کی زبان میں فرق پایا جاتا ہے۔

پیارے بچو! یہ دنیا کا نظام خود بخود نہیں بن گیا بلکہ بنایا گیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں، جن پر غور و فکر کرنے کی ہمیں تاکید کی گئی ہے۔

پیارے بچو! ہم سب کو کوئی ڈرائنگ بنانے یا اسکول کا پروجیکٹ بنانے کے لئے سیمپل کی ضرورت پڑتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو کسی سیمپل یا نمونے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ایسی مصوری کرتے ہیں کہ انسانی عقل دنگ رہ جائے۔ ”المصور“ جل جلالہٗ نے کائنات کی تصویر میں ایسے ایسے رنگ بھر دیئے کہ کوئی دیکھے تو بس دیکھتا رہ جائے۔ دنیا میں موجود نظاروں کی خوب صورتی دیکھ کر منہ سے بس اللہ رب العزت کی تعریف نکلتی ہے۔ آنکھوں کو خیرہ کر دینے والا، یہ حسن ”المصور“ جل جلالہٗ کی ہی کاری گری ہو سکتی ہے۔

آپ نے پہاڑوں میں بہتی آبشاریں تو دیکھی ہوں گی۔ گہرے سبز جنگل، اونچے اونچے

درخت، بہتے جھرنے، طرح طرح کے پھول اور ان پر پڑی اوس کے ننھے قطرے، اونچے پہاڑ، ابھرتا سورج، کالے آسمان پر چمکتا چاند، پھر ہر سُو بکھرے روشن تارے، راتوں میں چمکتے جگنو، پھولوں پر منڈلاتی رنگ برنگی تتلیاں، پانی میں تیرتی رنگ برنگی چھوٹی بڑی مچھلیاں، آسمان کی وسعتوں میں اُڑتے رنگ برنگے پرندے، یہ سب ''المصور'' جل جلالہٗ کی مصوری ہے، جو ہر جگہ ہمیں دکھائی دیتی ہے۔ ''المصور'' جل جلالہٗ نے کائنات میں اتنی خوبصورتی بکھیر دی ہے، اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے نظارے بنائے ہیں کہ انسان دیکھ کر ایک لمحے کے لئے اپنے آپ کو فراموش کر بیٹھے۔

پیارے بچو! یاد رکھو! شکل بنانا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ انسان کو اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دی گئی کہ انسان کسی بھی جاندار کی شکل بنائے، کسی بھی جاندار کی شکل بنانا حرام ہے اور سخت گناہ کا کام ہے۔ پیارے نبی ﷺ کا ارشاد مبارک ہے، جس کا مفہوم ہے کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب میں وہ لوگ ہوں گے جو جانداروں کی تصویر بنایا کرتے تھے۔ (المسلم)

لہٰذا پیارے بچو! آپ ڈرائنگ کرتے ہوئے اس بات کا خاص خیال رکھا کریں کہ کسی بھی جاندار کی شکل نہ بنائی جائے۔ شکل بنانے والے پر پیارے نبی محمد ﷺ نے لعنت فرمائی ہے، اس لئے اس بڑے گناہ سے ہم خود بچیں اور اپنے دوستوں کو بھی بچانے کی کوشش کریں، اگر آپ کے بہن بھائیوں میں سے کوئی بھی جاندار کی شکل بناتا ہے تو اسے بھی روکیں اور بتائیں کہ یہ کتنی بری بات ہے۔ آپ خوب صورت نظاروں کی تصاویر بنا سکتے ہیں، جیسے پہاڑوں کے پیچھے سے نکلتا سورج، پھر اس کے آگے ایک جھونپڑی، ساتھ میں درخت، پھول پودے وغیرہ۔

پیارے بچو! تصویر بنانے کی ممانعت اس لئے بھی ہے کہ جس گھر میں تصویر ہو، وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ پیارے نبی ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ ''جس گھر میں بھی جاندار کی تصویر یا کتا ہوگا، وہاں سے رحمت کے فرشتے نکل جاتے ہیں''، پھر گھر میں نحوست آتی ہے، لڑائی جھگڑے ہوتے رہیں۔ تو بچو! اس بات کا خیال رکھا کریں کہ اسکول بیگ، جومیٹری باکس، لنچ باکس، آپ کے کھلونے، آپ کے کپڑے، تصویروں یعنی شکلوں والے نہ ہوں۔ جب آپ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ سے بہت خوش ہو جائیں گے اور آپ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بہت اچھے بن جائیں گے۔

Hadrat 'Isa ﷷ revived the dead by the order of Allah Ta'ala, He gave sight to the born blind and healed the lepers. He also made clay birds, gave life to them, and made them fly.

The greatest miracle of our Holy Prophet ﷺ is the Holy Qur'an, itself. About thirteen and a half (Now more than fourteen) centuries have passed but inspite of their best efforts the greatest among scholars and men of letters in Arabic have failed to produce even a single verse comparable to its smallest Surah (chapter). Nor they will succeed in doing so till the Final Day.

The second among the Prophet's ﷺ miracles is the M'iraj.The third is the splitting up of the moon (Shaqqal Qamar).

The fourth is that he ﷺ predicted many things at Allah Ta'ala's help which eventually came to pass as predicted by him ﷺ.

The fifth miracle is that the food sufficient barely enough for one or two persons served to feed hundreds of people, as a result of the Prophet's ﷺ blessing.

Besides this, there are hundreds of theProphet's ﷺ miracles about which you will read in the advanced books.

سوال: معراج کسے کہتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضور انور ﷺ رات کو جاگتے میں براق پر سوار ہو کر مکہ معظّمہ سے بیت المقدس تک اور وہاں سے ساتوں آسمانوں پر اور پھر جہاں تک خدا تعالیٰ کو منظور تھا وہاں تک تشریف لے گئے اسی رات میں جنت اور دوزخ کی سیر کی اور پھر اپنے مقام پر

واپس آ گئے۔اسی کو معراج کہتے ہیں۔

Q: *What is M'iraj ?*

Ans: *The Prophet ﷺ, by Allah's will and command, started fully awake from the holy city of Makkah on the Burraq (animal like a horse) in the night and travelled to Bait-ul-Muqadas and onwards to the seven heavens and then beyond to a point destined by Allah. He also went round the Paradise (Jannah) and the Hell (Jahannam), in the same night and returned to his place. This is known as Me'raj.*

سوال: شق القمر سے کیا مراد ہے؟

جواب: شق القمر سے مراد یہ ہے کہ ایک رات کفار مکہ نے حضور رسول انور ﷺ سے کہا کہ ہمیں کوئی معجزہ دکھایئے۔تو آنحضرت ﷺ نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے اور سب حاضرین نے دونوں ٹکڑے دیکھ لئے پھر وہ دونوں ٹکڑے آپس میں مل گئے اور چاند جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا۔

Q: *What is meant by Shaqqal Qamar (splitting up of the moon)?*

Ans: *Shaqqal Qamar refer to the incident when, one night, on the disbelievers, request for a miracle, the Prophet ﷺ split up the moon into two halves in full view of all those present. The two parts then joined again making the moon as it was before the split.*

سوال: کرامت کسے کہتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی توقیر بڑھانے کے لئے کبھی کبھی ان کے ذریعہ سے ایسی باتیں ظاہر کر دیتا ہے جو عادت کے خلاف اور مشکل ہوتی ہیں کہ دوسرے لوگ نہیں کر سکتے۔ان باتوں کو کرامات کہتے ہیں۔نیک بندوں اور اولیاء اللہ سے کرامتوں کا ظاہر ہونا حق ہے۔

حضور ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس وقت کم عمر بچے تھے، عمر گیارہ سال تھی۔ ان کا تعلق قبیلہ نجار سے تھا۔ آپ ﷺ کے مدینہ منورہ آنے سے پہلے ہی انہوں نے قرآن پاک کی سترہ سورتیں حفظ کر لی تھیں۔

حضور ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لا چکے تھے۔ لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو رہے تھے اور برکت حاصل کرنے کے لئے بچوں کو بھی ساتھ لا رہے تھے، اس وقت آپ کو بھی آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ کی فرمائش پر آپ نے سورۂ ق پوری سنا دی۔ حضور ﷺ کو اُن کا قرآن مجید پڑھنا بے حد پسند آیا۔ آپ ﷺ نے شفقت سے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور انہیں دعا دی۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بے حد ذہین تھے۔ حضور ﷺ یہودیوں کے پاس جو خطوط بھیجتے تھے وہ یہودیوں سے ہی لکھواتے تھے، کیونکہ یہودیوں کی زبان عبرانی تھی اور اُس وقت یہ زبان یہودی ہی جانتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے اُن سے فرمایا: ”زید! یہ جو یہودیوں کے ذریعہ یہودیوں سے خط و کتابت ہوتی ہے اس پر مجھے اطمینان نہیں ہے، کہیں یہ لوگ گڑ بڑ نہ کر دیتے ہوں، تم یہودیوں کی زبان سیکھ لو۔“

آپ ﷺ کے اس حکم پر انہوں نے عبرانی زبان سیکھنا شروع کر دی اور صرف پندرہ دنوں میں اُنہیں عبرانی زبان پر مکمل عبور حاصل ہو گیا۔ اس کے بعد یہودیوں سے تمام خط و کتابت اُن کے ذریعے ہی ہونے لگی۔ یہودیوں کو جو خطوط لکھے جاتے وہ یہی لکھتے اور اُن کی طرف سے جو خطوط آتے وہ بھی یہی پڑھتے۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے اُن سے ارشاد فرمایا: ”مجھے بعض لوگوں کو سریانی زبان میں خطوط لکھنا پڑتے ہیں۔ اس لئے تم سریانی زبان سیکھ لو۔“

چنانچہ آپ ﷺ کے حکم پر انہوں نے سریانی زبان سیکھنا شروع کی تو وہ بھی صرف سترہ دنوں میں سیکھ لی۔ یوں سریانی زبان میں خط و کتابت بھی اُن ہی کے ذریعے ہونے لگی۔

آپ حبشی، قبطی، رومی اور فارسی زبانیں بھی جانتے تھے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بہت ہی عمدہ خوش نویس بھی تھے، آپ رضی اللہ عنہ کی لکھائی بہت ہی خوبصورت تھی، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے خطوط لکھواتے تھے، خطوط کے علاوہ وحی لکھنے کا شرف بھی اُن کو حاصل تھا۔ وحی کی کتابت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خطوط تو چند اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی لکھتے تھے، لیکن ان سب میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا نام سرفہرست تھا۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک یہ خدمت سرانجام دی۔

جب نبوت کے جھوٹے دعویٰ دار مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ ہوئی تو اس میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی شریک ہوئے۔ انہیں ایک تیر آ کر لگا لیکن ان کی جان بچ گئی۔ اس لڑائی میں بہت سے حفاظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے، خوف پیدا ہوا کہ کہیں قرآنِ پاک کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو جائے۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے توجہ دلانے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ قرآن مجید کو جمع کریں۔ اس عظیم کام میں اُن کی مدد کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پچھتّر (۷۵) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت مقرر فرمائی اور اُن سب حضرات نے مل کر پورے قرآنِ مجید کو یکجا کر کے ایک جگہ محفوظ کر لیا۔

قرآنِ مجید کا یہ نسخہ پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ پھر اُن کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ اُن کی شہادت کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں اس کی مزید نقلیں تیار کروائیں۔ جن بڑے لوگوں نے نقل کرنے کا کام کیا، اُن میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ۴۵/ یا ۴۶/ ہجری میں وفات پائی۔ اُس وقت عمر ۵۵/ یا ۵۶/ برس تھا۔ وفات کی خبر پھیلی تو لوگ غم سے نڈھال ہو گئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اُن کی وفات کی خبر سنی تو فرمایا: ''آج امت کا عالم اُٹھ گیا۔''

جب آپ رضی اللہ عنہ کو دفن کرنے لگے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس وقت موجود تھے۔ بولے: ''دیکھو! علم اس طرح جاتا ہے، آج علم کا بڑا حصہ دفن ہو گیا۔''

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''ہائے! زید کے بعد تفسیر کون بتایا کرے گا۔''

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں بہت عاجزی وانکساری تھی، ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ سوالات کے جوابات بہت سکون اور اطمینان سے دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو۔ آمین

مُشی کی خوشی

حسن اختر

مشتاق کو پیار سے "مُشی" کہتے تھے۔ اس کا گھر شہر میں تھا۔ مُشی نے اپنے دادا جان کی زبانی گاؤں کے متعلق بڑے قصے سن رکھے تھے۔ دادا جان اپنے بچپن کے لنگوٹیے یار مولا داد کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ دادا جان اکثر مولا داد کا ایک مکالمہ دہراتے تھے۔ بچپن میں جب وہ مولا داد کے گھر جاتے تو مولا نا دادا اکثر اپنی ماں سے کہتا تھا، "ماں! اچھا سا کھانا بناؤ میرا یار آیا ہے۔" دادا جان اور مولا داد کے بچپن کی شرارتیں ہوں یا اسکول دور کی دلچسپ یادیں مشی بڑے شوق سے سنتا تھا، اسے اکثر قصے ازبر ہو گئے تھے۔ اس کے دل میں گاؤں دیکھنے کی شدید خواہش تھی۔

ایک دن مُشی اسکول سے واپس آیا تو دادا جان نے خوشخبری سنائی کہ کچھ دن بعد وہ گاؤں جا رہے ہیں اور مُشی ان کے ساتھ جائے گا۔ مُشی کی خوشی کا اندازہ نہیں تھا۔ وہ دادا جان کے بچپن کے دوست مولا داد سے ملاقات کے لئے بے چین ہو رہا تھا۔ مُشی جب بھی کسی ان دیکھے انسان کا ذکر سنتا تھا تصور میں اس کا ایک خاکہ بُن لیتا تھا۔ دادا جان کی زبانی مولا داد کی اس قدر تعریفیں سنی تھیں کہ اس کے دماغ میں مولا داد کا ایک خاکہ شروع سے تھا۔ اس کے تصور میں مولا داد کا خاکہ بنٹی کے دادا کی طرح تھا۔

اگلے دن جب مُشی اسکول گیا تو اپنے دوست بنٹی سے دادا جان کے ساتھ گاؤں جانے کا ذکر کیا۔ بنٹی کا تعلق گاؤں سے تھا۔ اس کا صحیح نام مارج اور لقب بنٹی تھا۔ اس کے دادا جان اکثر اسکول آتے رہتے تھے، نہ جانے کیوں مُشی کو بنٹی کے دادا جان میں مولا داد کے خاکے سے مماثلت نظر آتی تھی۔ تاہم محض اتفاق سمجھ کر وہ اس خیال کو جھٹک دیتا تھا۔

اسکول میں پڑھائی کے دوران تفریح کا وقت تھا۔ مشی اور بنٹی باغیچے میں لگے بنچ پر بیٹھے گپ شپ لگا رہے تھے۔ "بنٹی! دادا جان بتا رہے تھے کہ ان کے دوست کے پوتے کا نام بھی مارج ہے، میں اس سے دوستی کر کے آؤں گا۔" مشی نے بنٹی کو آگاہ کیا: "اچھا یہ تو بہت دلچسپ اتفاق ہے۔" بنٹی نے کہا: "اور ہاں وہ لوگ بھی تمہاری طرح گاؤں میں رہتے ہیں۔" مشی نے مزید وضاحت کی۔ "او یار! تمہاری بات سے یاد آیا میرے دادا جان کے ایک بچپن کے دوست بھی کچھ دن بعد اپنے پوتے کے ساتھ شہر سے ہمارے گاؤں آئیں گے وہ ہمارے گھر ٹھہریں گے میں بھی ان کے پوتے سے دوستی کروں گا۔" بنٹی نے ذہن پر زور دیتے ہوئے کہا: "ارے واہ! واقعی دلچسپ اتفاق ہے۔"

اسی دوران وقفہ ختم ہونے کی گھنٹی بجی اور وہ کمرۂ جماعت میں چلے گئے۔ چند دن بعد اسکول میں چھٹی تھی اور صبح صبح دادا جان نے مشی کو خوشی خبری سنائی۔ ''اٹھ جاؤ مشی بیٹا! جلدی سے تیاری ہو جاؤ مولا داد کے گھر گاؤں جانا ہے۔'' مشی نے خوشی سے بستر سے چھلانگ لگائی اور تیار ہونے لگا۔ مشی کے بابا کی بھی دفتر سے چھٹی تھی۔ وہ کہنے لگے: ''کیوں نہ میں آپ لوگوں کو اپنی گاڑی پر گاؤں پر لے جاؤں۔'' ''ارے ہاں! بالکل ضرور تم نے تو میرے منہ کی بات چھین لی، میں تم سے کہنے ہی والا تھا، اپنی گاڑی پر ہم جلدی پہنچ جائیں گے گاؤں کی اکلوتی بس دیر بہت لگاتی ہے۔''

کچھ ہی دیر بعد وہ باپ، بیٹا اور پوتا گاڑی میں سوار ہو کر گھر سے گاؤں کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ مشی کی بے قراری عروج پر پہنچ چکی تھی۔ گاڑی گاؤں کی حدود میں داخل ہوگئی، دور سے تین آدمی گاؤں کے باہر کھڑے دکھائی دے رہے تھے۔ مشی کے دادا جان نے گاڑی کے اندر سے اپنے دوست مولا داد کو پہچان لیا تھا اور مشی کے بابا نے اپنے دفتر کے دوست احمد صاحب کو پہچان لیا تھا۔ لیکن مشی نے دو دو لوگوں کو پہچان لیا تھا، مارج عرف بنٹی اور مولا داد کو، اس کی خوشی خوشگوار حیرت میں بدل گئی، اس کے ذہن میں محفوظ مولا داد کا خاکہ بھی سو فیصد درست ثابت ہوا تھا۔

گاڑی رُکی تو مشی کے دادا جان نے پکارا: مولا داد! میرے دوست'' مشی کے بابا بولے: ''احمد! میرے دوست'' اور مشی نے کہا: بنٹی! میرے دوست''، تینوں دوڑ کر اپنے اپنے دستوں کے گلے لگ گئے۔...... کچھ دیر کے لئے ورطۂ حیرت میں ڈوب گئے تھے، دراصل مشی کے بابا اور بنٹی کے بابا شہر میں ایک ہی دفتر میں کام کرتے تھے اور اچھے دوست تھے، مشی کا ہم جماعت بنٹی ہی مولا داد کا پوتا مارج تھا۔ قدرت کے اس عجب حسن اتفاق نے سب کو حیران کر دیا تھا۔ مشی اور بنٹی کی خوشی کو دیکھ کر بڑوں میں خوشی دیدنی تھی۔ یہ خوشی دوستوں کی خوشی تھی اور یہ دوستی اب تیسری نسل تک پہنچ چکی تھی۔

آج مولا داد نے اپنے پوتے کے سامنے اپنا مشہور مکالمہ ایک بار پھر دہرایا: ''بنٹی! جاؤ ماں کو بولو اچھا سا کھانا تیار کرو، ہمارے یار آئے ہیں۔'' سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور مسکرا دیئے، یہ وہ مکالمہ تھا جسے وہ بارہا سن چکے تھے۔ سب دوست اس فقرے سے مانوس تھے، مشی کے دادا جان بول اٹھے: ارے یار! مولا داد تم بوڑھے ہوگئے لیکن بدلے نہیں، تمہاری باتیں وہی بچپن والی ہیں۔''

میرے اندر کا بچہ ویسا ہی ہے، بدل جاتا تو بھلا تو مجھے شہر میں یاد کرتا اور ملنے گاؤں آتا؟ مولا داد کے معنی خیز جواب میں بھی ایک سوال تھا جس کے جواب میں مشی کے دادا جان ایک بار پھر اس کے گلے لگ گئے۔ وہ سب دوست ایک دوسرے کو فخر سے دیکھ رہے تھے۔ بنٹی اور مشی کی خوشی دیکھنے لائق تھی۔

”بھئی! کیا دیہاڑی لو گے؟“

”دو سو روپے۔“ سیٹھ اکرم کے سوال پر فضل مزدور نے جواب دیا۔

”کام ساڑھے چار بجے تک کرنا ہوگا، اور ہاں کھانے کا وقفہ پون گھنٹے کا ہوگا۔“

”ٹھیک ہے جناب!“ فضل مزدور نے سعادت مندی سے جواب دیا۔

سیٹھ اکرم جو تعمیرات کا کام کرتے تھے، بڑے کام ٹھیکے پر کرواتے تھے، جبکہ چھوٹے موٹے کام دیہاڑیوں پر کرواتے تھے۔

وہ مزدوروں سے بڑے بدظن تھے، ان کا تجربہ تھا کہ دیہاڑیوں پر کام کرنے والے مزدور سست روی سے کام کرتے ہیں اور کھانے کے وقفے میں پانچ دس منٹ تاخیر سے کام شروع کرتے ہیں، جبکہ ٹھیکے پر دیئے ہوئے کام میں کاری گر اور مزدور جلد سے جلد کام نمٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔

آج سیٹھ اکرم صاحب اپنے ذاتی گھر کا کام کروا رہے تھے، اس لئے فضل مزدور کو پہلے ہی ساری صورت حال سے آگاہ کر دیا۔ سیٹھ اکرم معاملے کے کھرے آدمی تھے۔ ایک اچھی عادت ان میں یہ تھی کہ کاریگر اور مزدوروں کی اجرت ان کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے ہی ادا کرنے کی کوشش کرتے۔

☆☆☆

ساڑھے بارہ بجے مستری اور مزدور کھانے کے وقفے کے لئے جانے لگے۔ فضل نے بھی جانے کی اجازت چاہی۔

”ہاں جاؤ! مگر ٹھیک سوا ایک بجے کام پر ہونا چاہیئے۔“

”ٹھیک ہے جناب!“ فضل نے اثبات میں سر بھی ہلایا۔

فضل جب آیا تو ڈیڑھ بج چکا تھا۔ دوسرے مزدور کام کر رہے تھے، فضل پورے پندرہ منٹ کی تاخیر کر چکا تھا۔ سیٹھ اکرم نے اسے غصیلی نظروں سے گھورا اور دل میں تہیہ کر لیا کہ پندرہ منٹ

کی مزدوری کم دوں گا۔

☆☆☆

شام کے چار بجے تو سارے مزدور اور کاریگر سیٹھ اکرم کے پاس جمع تھے اور سیٹھ اکرم ہر ایک کی دیہاڑی دے رہے تھے۔

سب لوگوں کی دیہاڑی دینے کے بعد اس کی نظر فضل پر پڑی جو ہودی میں پڑی گیلی اینٹیں دوسری منزل پر لے جارہا تھا۔

''بھئی! اپنی دیہاڑی لے لو۔''

''پندرہ منٹ بعد لوں گا۔''

''پندرہ منٹ تاخیر کیوں؟'' سیٹھ اکرم نے پوچھا۔

''سیٹھ صاحب پہلے نماز ادا کی اور پھر مجھے تندور سے روٹی لینی تھی، تندور والے کے پاس بہت رش تھا، جس کی وجہ سے پندرہ منٹ تاخیر ہوگئی۔ اب وہ پندرہ منٹ پورے کر کے ہی اپنی اجرت لوں گا۔'' یہ کہہ کر وہ اینٹیں اٹھا کر دوسری منزل کی طرف لے جانے لگا۔

جب تک فضل مزدور نہیں آیا سیٹھ اکرم اس احساس میں گم تھے کہ اس کائنات کا حسن، بناوٹ اور سج دھج انہی مزدوروں کی مرہونِ منت ہے۔

یہ بے چارے دیہاڑی کے دیہاڑی کام کرتے ہیں، آج کے فضل کے طرز عمل نے بتادیا کہ ہر مزدور ایک جیسا نہیں ہوتا، ایماندار لوگ اب بھی موجود ہیں۔

تین چیزوں میں دیر نہ لگاؤ

فرمایا نبی کریم ﷺ نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے) کہ

تین چیزوں میں دیر نہ لگانا:

اوّل: نماز جب اس کا وقت ہوجائے   دوم: جنازہ جب حاضر ہوجائے

سوم: بے نکاحی عورت جب اس کی برابری کا جوڑ مل جائے۔ (ترمذی عن علی رضی اللہ عنہ)

وہ ایک بہت بڑا سیٹھ تھا، جس کی فیکٹری میں بہت سے مزدور کام کرتے تھے۔ یوں تو اس کے پاس بہت پیسہ تھا لیکن وہ تھا بڑا کنجوس، ایک ایک پیسے کا حساب رکھتا تھا، تنخواہ دیتے وقت اس کی جان نکلتی تھی۔

ایک دن اس کے ایک ملازم نے تنخواہ لیتے ہوئے کہا: ''صاحب! مہنگائی بہت زیادہ ہوگئی ہے کچھ تنخواہ بڑھا دیں۔''

کنجوس مالک نے کڑک دار لہجے میں کہا: ''اللہ کا شکر کرو کہ تمہیں تنخواہ مل رہی ہے، ورنہ تم تو کوئی کام ہی نہیں کرتے۔''

ملازم نے حیران ہوکر پوچھا: ''صاحب! وہ کیسے؟''

کنجوس مالک نے کہا: ''دیکھو سال میں ۳۶۵/دن ہوتے ہیں، ایک دن میں آٹھ گھنٹے تم روزانہ سوتے ہو یعنی ۱۲۲/دن یوں گزر گئے، باقی رہ گئے ۲۴۳/دن۔ ایک دن میں آٹھ گھنٹے تم گپیں ہانکتے ہو، سیر سپاٹا کرتے ہو، باقی رہ گئے ۱۲۱/دن۔ دوپہر کو کھانا کھانے کے لئے فیکٹری کا ایک گھنٹہ روز خرچ کرتے ہو، یہ کل ۱۵/دن بنتے ہیں۔ اب صرف ۱۰۶/دن باقی رہ گئے۔ جمعہ کو تم آدھا دن کام کرتے ہو یعنی ۲۶/دن یہ ہوئے، اب رہ گئے ۸۰/دن، تم موسم گرما میں ۱۰/دن چھٹی کر لیتے ہو، باقی رہ گئے ۱۸/دن، تو اٹھارہ دن میں عید سمیت دوسری چھٹیاں مناتے ہو۔

سارا سال تو تم نے یوں ہی گزار دیا، پھر بھی اپنی تنخواہ بڑھانے کے لئے کہہ رہے ہو۔''

یہ سن کر ملازم بے ہوش ہوتے ہوتے بچا اور اپنے مطالبات سے دست بردار ہوگیا۔

''حمزہ بیٹا! تمہارے پڑھنے کا وقت ہوگیا ہے اور تم گیند لئے باہر جارہے ہو۔'' حمزہ کی امی نے حمزہ سے کہا۔

''امی! پڑھ لوں گا، آپ تو ہاتھ دھو کے میرے پیچھے پڑ جاتی ہیں، کھیل سے واپسی پر پڑھ لوں گا۔'' حمزہ نے بدتمیزی سے جواب دیا۔ اس کی امی اس کی ہدایت کی دعا مانگنے لگیں۔

☆☆☆

حمزہ ان کا اکلوتا بیٹا تھا، لاڈ پیار کی وجہ سے وہ بے حد بگڑا ہوا تھا، اس کی والدہ ہر وقت اس کے لئے پریشان رہتی تھیں، اس کے ابو کاروبار کی غرض سے بیرون ملک گئے ہوئے تھے، اس لئے صرف وہ اور حمزہ گھر میں ہوا کرتے تھے۔ حمزہ ان کی کوئی بات نہیں مانتا تھا بلکہ بدتمیزی سے جواب دیتا تھا۔

☆☆☆

''بیٹا! اٹھو نماز پڑھو اور اسکول کی تیاری کرو۔'' اس کی امی پیار سے جگانے لگیں۔

''امی! آپ نیند بھی پوری نہیں کرنے دیتیں، کبھی نماز اور کبھی اسکول، کرلوں گا سب کچھ، مجھے سونے دیں۔'' حمزہ نہایت بدتمیزی سے بولا۔

''حمزہ! چلو اٹھو، کبھی تم نے میری کوئی بات مانی ہے، ہمیشہ تم مجھے بدتمیزی سے جواب دیتے ہو، آخر میں تمہاری ماں ہوں۔'' اس کی امی نے غصے سے کہا اور اس کو بازو سے پکڑ کر اٹھایا۔

حمزہ نہایت غصے سے غسل خانے کی طرف چلا گیا۔

☆☆☆

امّ حمزہ مصلے پہ بیٹھی اللہ کے حضور دعائیں مانگ رہی تھی، خدایا میرے بیٹے کو ہدایت دے اسے خیریت سے گھر پہنچا۔ اصل میں حمزہ صبح سے گھر سے نکلا ہوا تھا اور اب رات کے دس بج رہے تھے لیکن حمزہ گھر واپس نہیں آیا تھا۔ اسی اثناء میں بیرونی دروازے کی بیل بجی اس کی امی نے دوڑ کر دروازہ کھولا حمزہ سامنے کھڑا تھا۔ دونوں ماں بیٹا کمرے میں آ گئے۔

''بیٹا! یہ کیا تک ہے کہ آدھی رات تک تم گھر سے باہر رہو؟ میں گھر میں تمہارے لئے

پریشان تھی تمہیں میرا کوئی خیال یا احساس نہیں، کیا ماں کی یہی عزت اور اہمیت ہوتی ہے؟'' اس کی امی جذبات سے بولتی گئیں۔

''امی بس ایک دوست کے گھر گیا تھا، تھوڑی دیر ہوگئی تو پھر کیا ہوگیا ہے؟ اب آپ کیا چاہتی ہے کہ ہر قدم آپ سے پوچھ کر رکھوں؟ میں کوئی بچہ نہیں ہوں، میری عمر اب پندرہ سال ہے۔'' حمزہ بولا۔

''لیکن تم ابھی میرے لئے بچے ہو، ابھی تم سمجھ بوجھ نہیں رکھتے، ابھی تم جو بھی کام کرو میرے مشورے سے کرو۔'' اس کی امی نے کہا۔

''مجھے بھی مشورے آتے ہیں۔'' حمزہ نے کہا اور بستر پر دراز ہوگیا اس کی امی پریشان ہوکر اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

☆☆☆

دوسری صبح حمزہ نے دیکھا کہ ان کے گھر ایک رسالہ ''فلاح دارین'' رکھا ہوا ہے، اس نے کھولا اور پڑھنا شروع کیا، اس نے ایک کہانی ''آرزو'' پڑھی۔

جس میں ایک بچی کا تذکرہ تھا جو نابینا تھی لیکن وہ اپنی ماں سے بہت محبت کرتی تھی، جب اس سے پوچھا گیا کہ اگر تمہاری بینائی لوٹ آئے تو تمہاری سب سے بڑی خواہش کیا ہوگی تو اس نے فوراً کہا میں اپنی ماں کو سب سے پہلے دیکھنا چاہوں گی۔

ایک بچی (نابینا) اپنی ماں کو دیکھنے کی اتنی خواہشمند وہ حیران ہوگیا، اس کی آنکھیں بھیگتی چلی گئیں۔ میں نے اپنی ماں کو کتنا دکھ پہنچایا، انہیں ہمیشہ بدتمیزی سے جواب دیا اب اسے استاد صاحب کی باتیں یاد آرہی تھیں کہ ماں کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا اور ماں باپ کی رضا اللہ کی رضا ہے اور ماں باپ کی ناراضگی اللہ کی ناراضگی ہے۔

وہ فوراً اٹھا اور امی کے کمرے کی طرف بھاگا جہاں اس کی امی سجدے میں سر رکھ کر رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں: ''خدایا! میرے بیٹے کو ہدایت دے، اسے فرمانبردار بنا دے۔''

اس کی امی نے سر اٹھایا، حمزہ نے اپنی امی کے پاؤں پکڑ لئے۔

''امی! مجھے معاف کردیں، امی امی مجھے معاف کردیں، میں نے آپ کو بڑا دکھ پہنچایا، امی! مجھے معاف کردیں۔'' حمزہ رو رہا تھا۔

اس کی امی کی آنکھیں بھی بھیگی ہوئی تھیں۔ انہوں نے اپنے آنسو صاف کئے اور کہا، ''حمزہ! مائیں کبھی اپنے بیٹے سے ناراض نہیں ہوا کرتیں، میں راضی ہوں۔'' ان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو نکلے۔

حمزہ اٹھا اور وضو کرنے لگا، ابھی اسے اللہ کے ہاں شکرانے کے نوافل بھی ادا کرنے تھے۔

☆ ایک لڑکا سو روپے کے نوٹ پر لکھا نمبر بار بار ڈائل کر رہا تھا۔

دوسرا لڑکا بولا: یہ تم کیا کر رہے ہو؟

پہلا لڑکا بولا: میں دیکھ رہا تھا کہ قائداعظم تو وفات پا گئے، پھر ان کا موبائل فون کس کے پاس ہے۔

☆ مہمان: میں کئی بار دنیا کی سیر کر چکا ہوں۔

میزبان: پھر تو آپ جغرافیہ سے اچھی طرح واقف ہوں گے؟

مہمان: کچھ زیادہ تو نہیں، تین چار دن وہاں بھی رہا ہوں، خوبصورت شہر ہے۔

☆ باپ بیٹے سے: سنا ہے تم ہر کسی کو بے شرم کہتے ہو؟

بیٹا: لیکن آپ کو یہ کس بے شرم نے کہہ دیا۔

☆ بارش ہونے کے بعد ایک پاگل نے دوسرے پاگل سے پوچھا کہ: ''یہ پانی کیوں کھڑا ہے؟''

دوسرے پاگل نے کہا: ''اس کو بیٹھنے کی جگہ نہیں ملی۔''

☆ پہلا آدمی (شادی کے وقت) دولہا کو گھوڑے پر سوار کرتے ہیں، گدھے پر کیوں نہیں؟

دوسرا آدمی بولا: اس لئے کہ گدھے پر گدھا سواری نہیں کر سکتا۔

☆ استاد شاگرد سے: لطیفہ کسے کہتے ہیں؟

شاگرد: لطیف کی بیوی کو۔

☆ ایک کنجوس آدمی سفر پر جا رہا تھا، اسے یاد آیا کہ وہ اپنے کمرے کا پنکھا چلتا ہوا، چھوڑ آیا ہے۔ وہ واپس آیا اور دروازے سے دستک دی۔

بیوی بھی کنجوس تھی پوچھا: کون؟

شوہر بولا: بیگم دروازہ کھولو۔

بیوی بولی: باہر سے بول دو، دروازہ گھس جائے گا۔

میں کمرے میں چلتا ہوا پنکھا چھوڑ گیا تھا۔شوہر نے جواب دیا۔

میں نے پنکھا بند کر دیا تھا۔تمہارے واپس آنے سے تو دوسو روپے کا جوتا گھس گیا ہوگا۔

بیوی نے ڈانٹ کر کہا۔

شوہر نے برجستہ جواب دیا: بیگم! جوتے تو میں نے اتار کر ہاتھ میں رکھ لئے تھے۔

☆ ایک سیاح زلزلہ زدہ علاقے کی سیر کر رہا تھا، گائیڈ نے اسے بتایا کہ: یہاں دن کے نو بجے زلزلہ آیا اور تمام عمارتیں ملبے کا ڈھیر بن گئیں۔

سیاح نے ایک بڑے مینار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ کیسے بچ گیا۔

گائیڈ نے کہا: اس مینار پر لگی گھڑی پانچ منٹ پیچھے تھی۔

☆ استاذ: اتنا آسان سوال تم سے پوچھا گیا، تم اس کو جواب بھی نہیں دے سکے۔ چلّو بھر پانی میں ڈوب مرو۔

شاگرد: سر! اس میں تو میرا پاؤں بھی نہیں ڈوبے گا۔

☆ ایک دوست! آؤ دوڑ لگاتے ہیں، دیکھیں کون جیتتا ہے۔

دوسرا دوست: نہیں یار! مجھے یہاں کا راستہ معلوم نہیں۔

پہلا دوست: کوئی بات نہیں تم میرے پیچھے پیچھے آنا۔

☆ استاد: آپ کے بیٹے نے فیل ہونے کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے۔

باپ: نالائق کہیں کا......گھر میں برتن توڑتا ہے اور اسکول میں ریکارڈ۔

☆ استاد: پاکستان کا نقشہ کون بنا سکتا ہے؟

طاہر: جی میری امی۔

استاد: حیران ہو کر یہ کیا بات ہوئی؟

طاہر: جناب صبح جب میری امی پراٹھا پکاتی ہیں تو وہ بالکل پاکستان کے نقشے کی طرح ہوتا ہے۔

Monthly FALAH-E-DARAIN Karachi. Regd. # MC-1369

قیمت -/40 روپے